حیاتِ علامہ سبطین رضا بریلوی

از قلم

مفتی محمد عابد حسین قادری نوری مصباحی
شیخ الحدیث مدرسہ فیض العلوم، دھتکیڈیہہ جمشید پور جھارکھنڈ



ناشر
المجمع القادری
فیض العلوم، دھتکیڈیہہ بستوپور، جمشید پور جھارکھنڈ

عالم ربانی، علامۂ زمن، مفتیِ بے بدل، رہبر شریعت، پیرِ طریقت، حکیم الاسلام، صاحب الولایت، کنز الکرامت، شبیہہِ مفتی اعظم، امینِ شریعت، حضرت علامہ سبطین رضا خاں بریلوی کی حیات طیبہ پر مشتمل یہ رسالہ اہل سلسلہ کی بارگاہ میں خصوصاً اور تمام برادرانِ اسلامی کی بارگاہ میں عموماً حاضر خدمت ہے، موصوف خانوادۂ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی اور استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی کے چشم و چراغ اور استاذ العلما حضرت مولانا مفتی حسنین رضا خاں کے نور نظر، لخت جگر ہیں۔ محلّہ سوداگران بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ کانکرٹولہ بریلی شریف، کانکیر شریف ضلع بستر اور رائے پور (چھتیس گڑھ) کو اپنی دعوت و تبلیغ اور رشد و ہدایت کا مرکز بنایا اور ایک عالم کو اپنے فیوض و برکات سے سرفراز فرمایا۔

حیاتِ علامہ سبطین رضا بریلوی

از قلم

مفتی محمد عابد حسین قادری نوری مصباحی

شیخ الحدیث مدرسہ فیض العلوم، دھتکیڈیہہ، جمشید پور

﴿ناشر﴾

المجمع القادری، فیض العلوم، دھتکیڈیہ، بسٹوپور، جمشید پور (جھارکھنڈ)

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

نام کتاب:۔ حیاتِ علامہ سبطین رضا خاں بریلوی

مرتب:۔ محمد عابد حسین قادری نوری مصباحی بن مولانا الحاج شیخ محمد یونس قادری رضوی حامدی مرحوم

پروف ریڈنگ:۔ مولانا مبشر الاسلام فیضی و مولانا رمضان علی حبیبی

کمپوزنگ:۔ محمد شمشیر عالم مصباحی، گولموری، جمشید پور، Mob,9973509670

قیمت :۔ ۵۰/روپئے

حسب فرمائش:۔ جناب محمد فاروق رضوی صاحب آزادنگر، جمشید پور

سالِ طباعت:۔ ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰۱۶ء

ناشر:۔ المجمع القادری، مدرسہ فیض العلوم دھتکیڈیہہ جمشید پور 9835553380

ملنے کے پتے....

(۱) المجمع القادری، مدرسہ فیض العلوم دھتکیڈیہ جمشید پور۔

(۲) مولانا ثناء اللہ اظہر صاحب جام نور بک ڈپو، حاجی گلی، مدھوپور، دیوگھر

(۳) قاری بک سنٹر، دھتکیڈیہ، بسٹوپور، جمشید پور

(۴) مکتبہ جامِ نور، ۴۲۲۔مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی

(۵) جناب محمد فاروق رضوی صاحب، آزادنگر کراس روڈ ۶ ای مانگو، جمشید پور

(۶) رضوی کتاب گھر، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

راقم الحروف اپنی اس کاوش کو تمام سادات کرام، مشائخ فخام اور اپنے جملہ اساتذۂ کرام کے نام منسوب کرتا ہے، خصوصاً

(۱) مکۃ المکرّمہ اور مدینۃ المنورہ کے سادات کرام، مشائخ فخام اور علماے ذوی الاحترام۔

(۲) کوفہ، بصرہ اور کربلائے معلّٰی کے سادات کرام، ائمۂ فخام و مشائخ عظام۔

(۳) جیلان شریف اور بغداد شریف کے سادات کرام و مشائخ فخام۔

(۴) واسط شریف، بلگرام شریف، ترمذ شریف، کالپی شریف، مارہرہ شریف کے سادات کرام و مشائخ فخام۔

(۵) اجمیر معلّٰی کے سادات کرام و مشائخ عظام۔

(۶) دہلی کے بائیس خواجگانِ کرام و دیگر اکابرینِ ملت۔

(۷) کچھوچھہ مقدسہ کے سادات کرام، مشائخ فخام و علمائے عظام۔

(۸) بہار شریف کے مشائخ کرام و علمائے فخام رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔

(۹) بریلی شریف، مبارک پور اور گھوسی کے مشائخ کرام، علمائے عظام و اساتذۂ کرام

(۱۰) حضرت ممدوح کے خلف اکبر مولانا سلمان رضا خاں، زاداللہ فیوضھم و برکاتھم

محمد عابد حسین محمدی سنی حنفی قادری برکاتی نوری مصباحی

بن الحاج مولانا شیخ محمد یونس قادری رضوی حامدی مرحوم

متوطن: لوکہا بازار، مدھوبنی (بہار)

خادم مدرسہ فیض العلوم، دھتکیڈیہ، جمشید پور (جھارکھنڈ)

تقریظ جلیل

ازقلم: جانشینِ حضور امینِ شریعت، پیر طریقت حضرت علامہ مولانا **محمد سلمان رضا خان**، کانکرٹولہ، پرانا شہر، بریلی شریف (یو، پی)

حضرت مولانا محمد عابد حسین قادری نوری مصباحی کا خانوادۂ رضویہ سے گہرا تعلق ولگاؤ ہے اور وقتاً فوقتاً اس کا اظہار ان کی تحریروں سے ہوتا رہتا ہے۔ یہ کتاب ''حیات علامہ سبطین رضا خاں'' جو والدِ گرامی حضور امینِ شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات و خدمات پر ہے، یہ ان کے اسی تعلق کا نتیجہ ہے، جو صداقت پر مبنی ہے۔ میں نے کہیں کہیں سے اسے دیکھا ماشاءاللہ بہت خوب ہے۔ مولیٰ تعالیٰ موصوف کے علم وفضل وعمل میں اضافہ فرمائے اور انہیں اجر جزیل عطا فرمائے۔

طالبِ دعا:۔ محمد سلمان رضا غفرلہ

تقدیم

علامہ سبطین رضا خاں کی تقویٰ شعاری اور خشیت ربانی

از قلم: نبیرۂ اعلیٰ حضرت، پیر طریقت حضرت علامہ مولانا توصیف رضا خاں بریلوی دامت برکاتھم العالیہ

اطاعت خداوندی، فرائض وواجبات کی پابندی، اتباعِ سنتِ رسول، ارتکابِ محرمات سے اجتناب ،ترکِ نفسیات، آدابِ شریعت کی محافظت، ظاہر وباطن میں یکسانیت، حقوق العباد کی رعایت، اور حسنِ اخلاق وکردار کے مجموعہ کا نام ہے تقویٰ وخشیت ربانی۔ رضائے الٰہی کی طلب وجستجو میں انہماک واستغراق اور بارگاہِ مولیٰ میں عتاب وعقاب کے تصور سے خوف وسراسیمگی تقویٰ وخشیت ربانی کا وہ جوہری عنصر ہے جو قرآن حکیم کا مطلوب ومقصود ہے، تقویٰ وخشیت انبیاء ومرسلین کی وراثت ہے اور علمائے کرام وراثتِ انبیا کے حامل وامین ہیں، رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، ''**اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا**''

ترجمہ:۔ اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔(کنزالایمان) اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے صدرالافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں''اور اس کی صفات کو جانتے اور اس کی عظمت کو پہچانتے ہیں، جتنا علم زیادہ اتنا خوف زیادہ'' اور بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے''رسول اعظم ﷺ نے فرمایا قسم اللہ عزوجل کی کہ میں اللہ کو سب

سے زیادہ جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ اس کا خوف رکھنے والا ہوں''۔

اولادِ آدم کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تمہیں دو طرح کے لباس دیئے ہیں، ایک تو وہ جس سے تم اپنے پوشیدہ اعضا کو چھپاتے ہو اور ایک وہ جس سے تمہارے جسم کی آرائش و زیبائش ہوتی ہے لیکن ایک لباس ایسا ہے جو ان دونوں سے بھی اچھا اور بہتر ہے، **وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ** (سورہ اعراف پارہ ۸ / آیت نمبر ۲۶) ترجمہ: اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بھلا ہے (کنزالایمان)

جس طرح دنیوی سفر کے لیے زادِ راہ ضروری ہے اسی طرح آخرت کے لیے بھی زادِراہ ضروری ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے، ''**وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى**'' (سورہ بقرہ) ترجمہ: اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ تقویٰ ہے،

تقویٰ کیا چیز ہے، اس کے مراتب کیا ہیں اور متقی کسے کہتے ہیں اس کے لیے تفصیل کی ضرورت ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے جو تقویٰ کے سات اقسام تحریر فرمائیں ہیں، انہیں ملاحظہ فرمائیں،

تقویٰ کے مراتب بہت ہیں، عوام کا تقویٰ ایمان لا کر کفر سے بچنا، متوسطین کا تقویٰ اوامر ونواہی کی اطاعت، خواص کا ہر ایسی چیز کو چھوڑنا جو اللہ سے غافل کرے، (۱) کفر سے بچنا۔ (۲) بد مذہبی سے بچنا۔ (۳) ہر کبیرہ گناہ سے بچنا۔ (۴) صغائر سے بھی بچنا۔ (۵) شبہات سے احتراز۔ (۶) شہوات سے بچنا۔ (۷) غیر کی طرف التفات سے بچنا، یہ اخص الخواص کا منصب ہے۔

اور قرآن کریم ساتوں مرتبوں کا ہادی ہے۔(خزائن العرفان)

تقویٰ کے بارے میں متعدد اقوال اور روایتیں بیان کرتے ہوئے محبوب سبحانی غوثِ صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھے تقویٰ کے بارے میں بتایئے انہوں نے فرمایا، کیا آپ کبھی کانٹوں والے راستے پر چلے ہیں فرمایا، ہاں۔انہوں نے پوچھا وہاں آپ کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ڈرتا ہوں اور دامن بچا کر چلتا ہوں''۔

تقویٰ اور متقی کے بارے میں تفصیلات جاننے کے بعد ماضی قریب کی عہد ساز شخصیت عطاے مفتی اعظم، خلیفۂ مفتی اعظم، شبیہ مفتی اعظم، عاشق رسول حضرت الحاج مفتی علامہ سبطین رضا خاں بریلوی باعتبار علم وفضل اور زہد وتقویٰ کے یکتاے زمانہ تسلیم کئے جانے کے مستحق وحق دار ہیں اور یقیناً اہل نظر کی نظر میں مسلم بھی ہیں۔

اور جب کوئی شخص ان تمام صفتوں سے متصف ہو جاتا ہے تو اللہ عزوجل انہیں اپنا مقرب بندہ اور ولایت و بزرگی وطہارت کے اعلیٰ مقام ومنصب پر فائز فرما دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ زائرِ اولیاء اللہ کو اللہ عزوجل اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کے حصول میں کامیابی سہل وآسان نظر آتی ہے۔

اوران کی زیارت سے اللہ عزوجل اوراس کے رسول کی یاداس کے دل میں موجزن ہو جایا کرتی ہے،اور وہ یاداس دل کی تمام بیماریوں کا علاج بن جایا کرتی ہے، چنانچہ رسول اکرم ﷺ ارشادفرماتے ہیں۔"اللہ عزوجل کا ولی وہ ہوتا ہے جسے دیکھ کر خدایاد آجائے"۔اور ہوا بھی یہی کہ جب امینِ شریعت علامہ سبطین رضا قدس سرہ ۱۹۶۳ء میں کانکیر(چھتیس گڑھ) اپنی تمام تر علمی، عملی سج دھج اورصلاحیتوں کے ساتھ تشریف لے گئے تو آپ کے قدم ناز کی برکت سے وہاں کی بنجرزمین نورو نکہت میں اس طرح ڈوب گئی جو آج تک سرسبزوشاداب نظر آتی ہے اور بے شمار لوگ آپ کے چہرۂ پرنور کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد آپ کے دستِ حق پرست پر تائب ہو گئے اور آپ کی غلامی کے علم کو اٹھا کر دشمنانِ اسلام سے ہمہ وقت مقابلے کے لیے کوشاں ہو گئے۔

اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ آپ اللہ کے ولی اور ایک سچے عاشق رسول اورعطائے غوث وخواجہ ورضا ومصطفیٰ رضا ہیں اور جب آپ کی آمد کی خوشبو پھوٹنے لگی اور جہاں جہاں تک اس کی رسائی ممکن ہوئی وہاں وہاں تک بدعقیدگی اور بداعمالیوں کے جراثیم کا اس طرح خاتمہ ہوا گویا وہ نسیاً منسیا ہیں اور وہاں آج ان تمام علاقوں میں اہلسنت و جماعت بلفظ دیگر مسلک اعلیٰ حضرت کے متبعین و پیرو کار کی بہت بڑی جماعت موجود ہے اور جب تک مشیت الٰہی ہے تب تک اس کی بقامسلم ہے،اور یہ سب خوفِ خدااور اتباعِ مصطفیٰ یعنی زہدوتقویٰ کے لباس میں ملبوس ہونے اور غلامی رسول میں جینے مرنے کا ایک حسین وجمیل تحفہ وانعام ہے۔

ہم اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب نبی کریم ﷺ کے صدقۂ وطفیل میرے جد امجد حضرت علامہ الحاج سبطین رضا خاں کے درجات کو بلند فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

میں نے کتاب مستطاب ''حیاتِ علامہ سبطین رضا'' کا کہیں کہیں سے مطالعہ کیا، ماشاءاللہ خوب ہے، یہ کتاب مجھے بہت پسند آئی اور امید قوی کہ قارئین بھی خوب محظوظ ہوں گے۔اس کا اندازِ تحریر اور اسلوبِ بیان نہایت دل نشیں ہے، مفتی عابد حسین قادری نوری مصباحی، شیخ الحدیث مدرسہ فیض العلوم، جمشید پور کو میں ایک عرصہ سے جانتا پہچانتا ہوں، یہ مسلکِ حق، مسلکِ اہل سنت، مسلکِ اعلیٰ حضرت کے پکے شیدائی اور خدمت گزار ہیں، یہ برابر اس مسلکِ حق کی خدمت میں لگے رہتے ہیں، جس پر ان کے فتاویٰ اور تالیفات شاہد ہیں۔اور کیوں نہ ہو جب کہ میرے پیرومرشد اور جد امجد سرکار مفتی اعظم سیدنا مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی قدس سرہ کے مریدِ خاص، حضور شبیہِ مفتی اعظم علامہ مفتی سبطین رضا خاں قدس سرہ اور عمِ محترم حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتھم العالیہ کے خلیفۂ ارشد ہیں۔اور میں نے بھی ایک موقع سے سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ کی خلافت و اجازت سے انہیں سرفراز کیا تھا اور پیرانِ پیر کانفرنس دھتکیڈیہ جمشید پور میں اس کا اعلان اور اس کی دستار بندی کی تھی۔

اللہ تعالیٰ ان کی آبرو رکھے اور کاوشوں کو قبول فرمائے۔

فقیر قادری محمد توصیف رضا خاں بریلی شریف

اظہارِ خیال

ازقلم:۔ خادم حضور امینِ شریعت، حضرت مولانا اشرف رضا قادری صاحب

آقائے نعمت، آفتابِ شریعت، ماہتابِ طریقت، سراپا کرامت، پیکرِ رشد و ہدایت، کرامتِ تاجدارِ اہلسنت، غوّاصِ بحرِ معرفت، نبیرۂ اعلیٰ حضرت واستاذِ زمن، شبیہِ مفتی اعظم حضور امینِ شریعت حضرت علامہ الشاہ حکیم مفتی محمد سبطین رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی ذات ستودہ صفات دنیائے اسلام میں محتاج تعارف نہیں، آپ کی ذاتِ مقدس علم وعمل کا آئینہ تھی، آپ کی تنہا ذات گرامی رنگا رنگ خوبیوں کی حامل تھی، جہاں آپ بحرِ علم وفضل کے درِّ شہوار تھے، وہیں آسمانِ علم وحکمت کے بدرِ کامل بھی تھے، غرض کہ آپ کی تنہا شخصیت محاسن وکمالات کا مجموعہ تھی۔

حضور امینِ شریعت ایک سچے عاشقِ رسول کا نام ہے، جو عشقِ رسول کے پیکرِ نور تھے، وہ ادائے رسول کی سچی تصویر اور سنتِ رسول کی حفاظت کی تنویر تھے۔ بخاری ومسلم کو سننے والا جس اذعان ویقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ میں نے رسولِ کریم ﷺ کے فرمودات سنے اسی اذعان ویقین کے ساتھ حضور امینِ شریعت (نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَهٗ) کو دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ میں نے عشقِ رسول ﷺ کی چلتی پھرتی تصویر دیکھی۔ اس پیکرِ عشق کی حیات طیبہ پر اگر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے

تو خلوص وللّٰہیت، زہد واتقا، فقر واستغنا، جود وسخا، حلم و برد باری، ایثار وقربانی، طہارت و پاکیزگی، ضبط وتحمل، صبر ورضا، ایمان وایقان، درویشی وحسنِ اخلاق کے دُرہاے درخشاں سامنے آتے ہیں، جو اسی خورشیدِ عشق کی شعائیں ہیں، جس کی ضیا پاشیوں سے اکنافِ عالم میں سرورِ کائنات ﷺ سے محبت وشیفتگی کا لوگوں نے سلیقہ پایا۔

۱۹۶۳ء میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے ایما پر حضور امینِ شریعت نے ایک گمنام وغیر معروف شہر کانکیر کو اپنا روحانی دارالسلطنت اور مرکز ومسکن بنایا، یہ علاقہ اس وقت جہالت وپستی اور ضلالت وگمراہی میں ڈوبا ہوا تھا، آپ نے ایسے بنجر وخشک زمین کو اپنے قدومِ میمنت لزوم سے سرفراز فرما کر اور فیضانِ مفتی اعظم ہند سے فیض یاب فرما کر اس علاقہ کو سنوارنے کی ٹھان لی، یہ آپ ہی کے فیضانِ علم کا صدقہ ہے، جو مثلِ ابر کے چھتیس گڑھ کے ہر گوشے میں برس رہا ہے۔ آپ کی ذات ملتِ اسلامیہ کے لیے ایک روشن ستارہ ہے، جس نے اپنے علم وفضل، خلوص ومحبت، جد وجہد اور ایثار وقربانی سے ان علاقوں کو روشن وتاباں کر دیا۔ جس کا صلہ ربِّ کریم نے یہ دیا کہ آج پورے ہندوستان میں صرف چھتیس گڑھ میں اگر سنیت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی گونج ہے تو یہ حضور امینِ شریعت کی بےلوث وبے ریا خدمات کی برکت کا نتیجہ ہے۔ آپ نے ہر شعبۂ زندگی میں دینِ اسلام کی نصرت وحمایت اور ناموسِ رسالت کی حفاظت فرما کر دنیاے سنیت پر ایک عظیم احسان فرمایا ہے، جو ناقابلِ فراموش ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ:

حضور امینِ شریعت سرمایۂ اہلِ سنت کا نام ہے ۔

حضور امینِ شریعت آفتابِ علم وفضل اور ماہرِ اسرارِ شریعت کا نام ہے۔

حضور امینِ شریعت تقویٰ و پرہیزگاری میں سلف کی یادگار کا نام ہے۔

حضور امینِ شریعت مفتیِ اعظم کی کرامت کا نام ہے۔

حضور امینِ شریعت اخلاق واخلاص کے پیکر کا نام ہے۔

الغرض! حضور امینِ شریعت (نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ) کی ذاتِ گرامی کو چاہے جس زاویے سے دیکھا جائے، جس نظریے سے دیکھا جائے، وہ مظہرِ مفتی اعظم ہیں، حضرت کے اندر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے جمال وکمال، افعال و اقوال، رفتار وگفتار اور زہد وتقویٰ کی جھلک وجلوہ گری دکھائی دیتی ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''حیاتِ علامہ سبطین رضا'' فاضل گرامی وقار، ناشرِ مسلکِ اعلیٰ حضرت خلیفۂ حضور امینِ شریعت حضرت علامہ ومولانا مفتی عابد حسین قادری نوری قبلہ کی عمدہ کوشش ہے۔ علامہ موصوف نے جو کدوکاوش، جدوجہد اور مواد کی فراہمی میں تگ ودو کی ہے، اس سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ حضور امینِ شریعت کے ساتھ ان کو بے پناہ عقیدت ہے۔ اور اس عقیدت میں حقیقت کی جلوہ کشائی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ ربِّ عظیم بطفیلِ نبیِّ کریم علیہ افضل الصلوات واکرم التسلیم کتاب کو مقبولِ انام بنائے اور علامہ موصوف کو مزید قلمی خدمات کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خواجہ تاشانِ سلسلہ سے التماس ہے کہ اس کتاب کو ہدیہ کرا کر اس کا مطالعہ بار بار کریں اور شریعت وسنت پر عمل کے اعتبار سے اپنی صورت وسیرت کو ٹھیک اسی طرح سنوارنے کی کوشش کریں جس طرح حضور امینِ شریعت نے سنوار کر اپنی دنیا وآخرت بنالی۔

خادم امینِ شریعت احقر اشرف رضا قادری

کانکرٹولہ، پرانا شہر، بریلی شریف (یوپی)

۵؍ربیع الآخر ۱۴۳۷ھ۔ مطابق ۱۵؍جنوری ۲۰۱۶ء بروز جمعہ

''مسلکِ اعلیٰ حضرت'' کا نعرہ ہمارے اسلافِ کرام کا دیا ہوا نعرہ ہے، اسے باقی رکھا جائے، اسے ہرگز ختم نہ کیا جائے۔

(حضور علامہ سبطین رضا قدس سرہٗ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغازِ سخن

ایک اللہ والے نے کہا ہے۔

ان کا پتہ نہ پوچھو بس آگے بڑھے چلو
ہوگا کسی گلی میں تو میلہ لگا ہوا

کانکیر شریف (چھتیس گڑھ)، مودہا پارہ، رائے پور اور کانکر ٹولہ، پرانا شہر، بریلی شریف میں دانا و بینا اور دانشمند انسانوں کا میلہ کیوں لگا ہوا ہے، مے کشوں کا ہجوم کیوں ہے؟ صدا آتی ہے جانتے نہیں! یہ وقت کے ولی اللہ، عاشق رسول حضور امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں بریلوی کی دہلیز ہیں۔ ان کے آستانے پر حاضری سے بخت خفتہ جاگ اٹھتا ہے، برسوں کی نامرادوں کی مرادیں لمحوں میں بر آتی ہیں، ہاں عام بول چال میں وہ اللہ والے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے فدائی ہیں، یہ رئیس الاتقیا، تاج المحققین مفتی نقی علی خاں آل رسولی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدثِ بریلوی اور استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں نوری حسنؔ بریلوی کے نبیرہ ہیں۔ ان کے خاندان کے چشم و چراغ ہیں، یہ علامہ حسنین رضا خاں نوری کے نورِ نظر ہیں، یہ اللہ و رسول عز و جل و ﷺ کے محبّ صادق ہیں، عالم باعمل ہیں، متبع شریعت و سنت ہیں، نہایت متقی و پرہیز گار ہیں۔ ان کے تقویٰ و ورع کے ہر

طرف چرچے ہیں، ہر سمت ان کی کرامتوں کا شہرہ ہے، خلیفۂ مفتیِ اعظم اور شبیہِ مفتیِ اعظم ہونا ان کا طرۂ امتیاز ہے، شریعت وسنت کی تبلیغ اور اہل سنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت ان کا شعار ہے، ان کا چہرہ نہیں دیکھتے کتنا نورانی ہے؟ کس قدر جاذب و پر کشش ہے، محبتِ خدا اور عشقِ مصطفیٰ کی تجلی دل میں کارفرما ہو چکی ہے اور اس کے عکس جمیل نے چہرے پر اپنی جگہ بنا لی ہے، حدیث شریف میں یہی تو پہچان بتائی گئی ہے ''اِذَا رُئُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ'' (یعنی اللہ کے برگزیدہ بندے وہ ہیں جن کو دیکھنے سے اللہ یاد آ جاتا ہے)۔تم بلاشبہ محسوس کروگے کہ امینِ شریعت ہمیشہ اللہ و رسول عزوجل و ﷺ کے احکام کی تابعداری میں رہتے تھے، دل میں خشیتِ ربانی رکھتے تھے۔فرائض و واجبات میں مشغول رہتے تھے، مفتیِ اعظم قدس سرہ نے فضل الٰہی سے سنت کے سانچے میں انہیں ایسا ڈھالا تھا کہ ان کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، سب احکام الٰہی اور سنتوں کے مطابق ہو گیا تھا، اللہ و رسول کے احکام کے خلاف سرمو بھی انحراف نہیں کرتے، انہوں نے اللہ و رسول سے محبت کی، اللہ و رسول نے ان سے محبت کی پھر ان کے حکم سے ان کے بندوں و غلاموں نے محبت کرنی شروع کر دی، اسی لیے ان کی دہلیز پر میلہ لگا ہوا ہے۔ وہ سیرت نبوی کے پرتو تھے، وہ اخلاق نبوی کی جھلک تھے۔ وہ مرد خلیق جدھر جاتا تھا مخلوق خدا کا ہجوم ہو جاتا تھا۔

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مردِ خلیق

لیجئے:

اس حق آ گاہ مرد قلندر کا سوانحی خاکہ زیب نظر کیجئے، ہاں اللہ والے کے کوائف و احوال کو صرف پڑھئے نہیں بلکہ انھیں پڑھ کر کوشش کیجئے کہ ہم بھی اللہ والے ہو جائیں، سچے محبِّ خدا اور سچے عاشق رسول ہو جائیں۔ ہاں سچا عاشق و محبّ وہی ہے جو مومنِ صادق ہو، سنی صحیح العقیدہ ہو، بد مذہب نہ ہو، ساتھ ہی نماز روزے، حج وزکوٰۃ کو بھی ان کے وقتوں پر ادا کرے، رسول اکرم ﷺ کی سنتوں پر بھی گامزن رہے۔

ہمیں کرنی ہے شہنشاہِ بطحا کی رضا جوئی
اگر وہ ہو گئے اپنے تو رحمتِ پروردگار اپنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور امینِ شریعت ایک عبقری شخصیت

اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتا ہےتو اسے چار خوبیوں کا جامع بناتا ہے۔اول یہ کہ اسے عالم دین اور فقیہِ اسلام بناتا ہے۔ دوم یہ کہ اسے اعمال صالحہ کی توفیق دے کر عامل بالقرآن والحدیث بنا دیتا ہے۔سوم یہ کہ دین اسلام کا خادم ومبلغ بناتا ہے۔ چہارم یہ کہ اخلاق حسنہ کا خوگر بنا دیتا ہے ۔ امین شریعت حضرت علامہ مفتی سبطین رضا خاں قادری برکاتی رضوی نوری بریلوی فضل مولیٰ تعالیٰ سے ان چاروں خوبیوں سے مزین ہیں۔

الحمد للہ! آپ جید عالم دین اور مایہ ناز فقیہ ہیں،علوم وفنون کے سرچشمہ ہیں ۔ایک عالم آپ کے تبحر علمی اور فتویٰ نویسی کا معترف ہے۔شریعتِ مطہرہ پر عمل کا معاملہ یہ ہے کہ نماز و روزہ و دیگر فرائض کی ادائیگی کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کی سنتوں اور نفلوں پر سختی سے عمل پیرا ہیں۔ ماضی قریب کے دو عالم دین سیدنا اعلیٰ حضرت اور سیدنا مفتی اعظم قدس سرھما کے بارے میں اذعان و یقین کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے، اسی طرح وثوق کے ساتھ گواہی دی جاتی ہے کہ اعلی حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کے فیوض و برکات اور سیدنا مفتی اعظم مصطفیٰ رضا نوری قدس سرہ کی صحبتِ

بابرکت نے حضور امین شریعت کو سنتوں کے رنگ میں رنگ دیا تھا۔ بلفظِ دیگر فیضانِ شیخ نے سنتوں کے سانچے میں ڈھال دیا۔

تبلیغ دین واشاعت سنیت کا یہ عالم ہے کہ آپ نے کوئی ایسا پیشہ نہ اپنایا جس سے زراندوزی اور دنیا طلبی مقصود ہو، بلکہ اعلاے کلمۃ الحق اور رضاے الٰہی کے لیے وہ راستہ اختیار کیا جو ایک عالم دین کو زیبا اور اللہ و رسول عزوجل ﷺ کو پسند ہے وہ ہے خدمت دین۔ امامت کے ذریعہ، درس و تدریس کے ذریعے، بیعت و ارادت اور تبلیغ و ارشاد کے ذریعے، تحریر و تقریر کے ذریعہ اور دیگر وسائل و ذرائع سے آپ نے اسلام و سنیت کی قابل صد رشک خدمات انجام دی ہیں، بلکہ خود کو اس کے لیے وقف کر دیا، آپ کی دینی خدمات اور نمایاں کارناموں کو دیکھنے کے بعد زبان بولنے اور قلم لکھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ امین شریعت نے اپنے لیے کچھ نہ کیا، جو کچھ کیا صرف اسلام اور سنیت کے لیے کیا، اس کے فروغ و استحکام کے لیے کیا، ملت و مسلک کی آبیاری کے لیے کیا، حتّٰی کہ آپ مسلکِ اعلیٰ حضرت کے ناشر و ترجمان کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔

آپ کو اخلاق کی جہت سے دیکھا جائے تو اس صفت میں بھی آپ نرالی شان رکھتے تھے۔ آپ سے جو ایک بار بھی ملتا تھا متأثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا، ہمیشہ کے لیے وہ آپ کا مدح خواں ہو جاتا گویا آپ صرف با اخلاق نہیں، پیکر اخلاق بھی ہیں کہ ہر آنے والے پر آپ کے اخلاق کی تلوار چل جاتی تھی۔ آپ کا ہر فیض یافتہ خواہ مرید ہو یا چند دن صحبتِ بابرکت میں بیٹھنے والا، ہر ایک یہی گمان کرتا

تھا کہ حضرت مجھے بہت چاہتے اور مانتے ہیں، مجھ سے ہی سب سے زیادہ محبت فرماتے ہیں۔ مجھے محبوب رکھتے ہیں اور مجھ پر خاص نگاہِ کرم رکھتے ہیں۔ یہ ہے ایک ولیِ کامل کی پہچان، جسے اہلِ صفا نے بیان کیا ہے۔

آیئے تھوڑی دیر ہم اسی عالم دین، علامۂ زماں، اسی متبعِ شریعت وسنت، اسی مبلغِ اسلام، اسی ناشر مسلک اعلیٰ حضرت اور پیکر اخلاق وکردار کی زندگی کے چند گوشوں پر نظر مرکوز کریں پھر اسی آئینے کے سامنے اپنے اعمال کی زلف برہم کو سنواریں۔

مولانا حسن رضا بریلوی کی دعا اور اس کے ثمرات

اللہ ربُّ العزت کا ایک اسم گرامی مجیب الدعوات بھی ہے، وہ اپنے ہر مومن بندے کی دعائیں ضرور قبول فرماتا اور اس کی مرادیں پوری فرماتا ہے۔ بہت سے علماے کرام نے فرمایا وہ تو کافروں کی بھی دعائیں قبول فرماتا ہے۔ اور جب بات ایسی ہے اور باری تعالیٰ کی شانِ رحیمی بلا شبہ عظیم ہے تو خاصانِ خدا اور مقبولانِ بارگاہ کی دعاؤں کی اجابت کا کیا کہنا۔ یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیشہ انبیاے کرام اور صلحاۓ عظام کے اٹھے ہوئے ہاتھوں کی لاج رکھی ہے، انہیں قبولیت سے سرفراز فرمایا ہے۔ صالحین وابرار کی اپنے حق میں کی گئی دعائیں بھی باب اجابت سے ٹکرائیں اور دوسرے کے حق میں بھی قبول ہوئیں اور ہوتی رہیں گی، یہی وجہ ہے کہ کل بھی برگزیدہ ومستجاب الدعوات شخصیتوں کی بارگاہوں میں مخلوقِ خدا حاضری دیتی رہی۔ ان کو وسیلہ بناتی رہی، ان سے دعائیں کرواتی رہی، اور رب تعالیٰ سے اپنی مرادیں پاتی رہی، اور آج بھی ان کے درباروں میں پہنچ کر اپنی ضرورتیں پوری اور مشکلات حل کرواتی ہے، بلکہ مزاروں میں آرام فرمانے والوں کی بارگاہوں میں بھی پہنچ کر اہل عقیدت ان سے دعائیں کرواکے منھ مانگی پاتے ہیں، فیوض وبرکات کا دریا بہہ رہا ہے اور اس سے بے شمار لوگ فیض یاب ہو رہے ہیں۔

حضور امینِ شریعت علامہ مولانا سبطین رضا خاں کے جدامجد علامہ مولانا حسن رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ بلا شبہ محبِّ خدا اور عاشقِ رسول تھے، وہ بہترین شاعرِ نعت اور استاذِ زمن تھے، وہ جیّد عالمِ دین اور مستجاب الدعوات ولی تھے، اس لیے انھوں نے اپنے لیے، اپنے اہل وعیال اور گھر بھر کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں دل کی گہرائیوں میں اتر کر ایک خاص دعا اور اس کے محبوبِ اکبر رحمتِ عالمیان، مستجاب الدعوات ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں کچھ اس طرح استغاثہ پیش کیا کہ قبول ہوکر رہا، عرض کیا:

میں کیوں کہوں کہ مجھے یہ دو، وہ دو وہ دیدو جس سے میرے گھر بھر کا بھلا ہو
(ذوق نعت۔دیوانِ استاذِ زمن)

غور فرمایئے اس شعر میں استاذِ زمن نے یہ طلب کیا ہے،''مجھے وہ دیجئے جس سے میرے گھر بھر کا بھلا ہو'' اس کے ذریعے انہوں نے صرف دنیا نہ مانگی، صرف مال و دولت کا سوال نہ کیا، جیسا کہ اہل دنیا کرتے ہیں، بلکہ دو لفظوں میں اپنے آقائے نعمت سے سب کچھ مانگ لیا، رزق بھی مانگ لیا، علم اور عمل صالح کی دولت بھی، صحت و عافیت بھی، دین بھی، دنیا بھی مانگ لی۔صرف اپنے لیے نہیں مانگا، پورے گھر بھر کے لیے مانگا، پورے خانوادے کے لیے بھلائی کی بھیک مانگ لی۔یہ قبولیت واجابت کی گھڑی تھی، اللہ عزوجل ورسول اکرم ﷺ نے ان کی دعا واستغاثہ کو قبول فرمالیا، استاذِ زمن اور ان کے گھر بھر میں دونوں جہاں کی بھلائیاں آگئیں، ان کے شہزادہ مولانا مفتی حسنین رضا خاں کو علم وعمل، فضل وکمال، ولایت و بزرگی اور عزت وشرافت سے نوازا، ان کے توسط سے تین نبیرہ عطا کیے۔جو سب کے سب اصحابِ علم وفضل اور اہلِ عزت وکمال ہیں۔یہ امینِ شریعت حضرت علامہ مولانا مفتی سبطین رضا خاں، صدر العلما علامہ مفتی تحسین رضا خاں، حبیبِ ملت حضرت علامہ مفتی حبیب رضا خاں قدست اسرارہم ہیں، جو علم وعمل کی دولت، ولایت وکرامت اور عزت وشرافت میں یکتائے روزگار ہیں، اگر اس استغاثہ کا عموم اور اس کے اثرات کا دائرۂ کار حضور حجۃ الاسلام، حضور مفتی اعظم، حضور مفسر اعظم، حضور ریحانِ ملت، حضور تاج الشریعہ، حضور قمرِ ملت، حضور منانی میاں، حضور سبحانی میاں، حضور توصیفِ ملت کو بھی محیط ہو تو اس میں کوئی استحالہ نہیں، کیونکہ ''گھر بھر'' میں یہ سب بھی شامل ہیں، اور سب کے سب دارین کی سعادتوں اور بھلائیوں سے متمتع ہوئے ہیں۔

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی دوری قبول وعرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسمِ گرامی اور القاب وخطابات آپ کا نام آپ کے والد گرامی اور آپ کے اہلِ خاندان نے سبطینِ رسول پھر رضا بریلوی کے متبرک ناموں سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لیے ''سبطین رضا'' رکھا۔ اضافتِ مقلوبی کی صورت میں اس کے معنیٰ یہ ہوئے، سبطینِ رسول امام حسن اور امام حسین کی رضا وخوشنودی یعنی ان شہزادوں کی رضا چاہنے والا، آپ چونکہ عاشقِ رسول اور نعت گو شاعر ہیں، اس لیے شعر وشاعری کی دنیا میں ''سبطین'' کے تخلص سے مشہور ومعروف ہیں، آپ نوری ہیں، اس لیے کہ سرکار مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا نوری کے مرید وخلیفہ ہیں، امین شریعت، عالم باعمل، مفتی زمن، شبیہ مفتی اعظم، رہبر شریعت، پیر طریقت اور حکیم الاسلام کے مؤقر القاب وخطابات سے آپ کو یاد کیا جاتا ہے۔ آپ نے حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے مشورے سے مودہا پارہ، رائے پور، صوبہ چھتیس گڑھ میں انوار مصطفیٰ کے نام سے ادارۂ شرعیہ اور دار العلوم قائم کیا، آپ اس کے قاضی اور امین شریعت تھے، اسی لیے آپ کا یہ لقب بھی شبیہ مفتی اعظم کی طرح مشہور انام ہے۔ علامہ سبطین رضا کو رضائے حسنین حاصل ہے، کیونکہ سبطین سے مراد حسنین کریمین ہوتے ہیں، اس تعلق سے مولانا سید احمد علی رامپوری کے درج ذیل اشعار خوب عکاسی کرتے ہیں ؎

صدرِ محزوں کی دعا ہے یہ بہ اندازِ خلوص ۔ پیشِ خلّاقِ جہاں بانیِ نظمِ کونین
مصطفیٰ دامنِ رحمت میں جگہ دیں تم کو ۔ تم کو حاصل ہے سبطین رضائے حسنین

کوئی بعید نہیں کہ سید صاحب کی مراد ''حسنین'' سے حضرت مولانا حسنین رضا ہوں، کیونکہ حضرت علامہ سبطین رضا اپنے والد گرامی مولانا حسنین رضا کی بھی رضا اور طالب رضا رہے ہیں۔

تاریخ پیدائش و جاے پیدائش آپ کی پیدائش ۷؍جمادی الاولیٰ ۱۳۴۶ھ مطابق ۲؍نومبر ۱۹۲۷ء بروز بدھ ہندوستان کے مشہور شہر بریلی شریف کے محلّہ سوداگران میں ہوئی، جہاں اعلیٰ حضرت کا گھر تھا اور جہاں آج بھی اعلیٰ حضرت اپنے مزار پر انوار میں آرام فرما ہیں۔ بلکہ جو مفتی اعظم سیدی مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی بھی جائے پیدائش اور آرام گاہ ہے۔

نسب شریف حضور امین شریعت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے برادر اوسط مشہور نعت گو شاعر، استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں کے پوتے اور استاذ العلما حضرت مولانا مفتی حسنین رضا خاں کے بڑے شہزادے ہیں۔اس طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے ایک خاص نسبی تعلق ہوا۔ کیونکہ استاذ العلما مفتی حسنین رضا اعلیٰ حضرت کے بھتیجے، داماد اور خلیفہ ہیں،اور علامہ سبطین رضا خاں اعلیٰ حضرت کے پوتے ہوئے۔اور رئیس الاتقیا،تاج المحققین مفتی نقی علی خاں بریلوی کے پر پوتے ہوئے۔آپ کی اضافی خوبی اور عالی نسب ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ ان اکابرین دین وملت کے خانوادے کے آپ فرد جلیل ہیں۔آپ کا نسب شریف یہ ہے۔

قطب الوقت مولانا مفتی رضا علی خاں بریلوی

↓

رئیس الاتقیا مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی

↓

مجددِ اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی | استاذِ زمن مولانا حسن رضا بریلوی | مفتی محمد رضا خاں بریلوی

↓

حکیم حسین رضا خاں | مولانا حسنین رضا خاں | مولانا فاروق رضا خاں

↓

امینِ شریعت علامہ سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ | صدر العلما مولانا تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ | حبیبِ ملت مولانا حبیب رضا خاں علیہ الرحمہ

نوٹ حضرت مولانا حسنین رضا خاں کا پہلا نکاح شہزادیِ اعلیٰ حضرت حضرت کنیز حسنین عرف چھوٹی بیگم سے ہوا، ان سے ایک شہزادی ہوئی شمیم بانو زوجۂ جرجیس رضا خاں۔ پہلی زوجہ کے انتقال کے بعد مولانا حسنین رضا نے دوسرا نکاح فرمایا اسی زوجہ سے حضور امین شریعت وغیرہ اولاد ہیں۔ مزید تفصیل حیاتِ اعلیٰ حضرت جلد اول اور حیاتِ صدر العلما میں ملاحظہ کریں۔

رسمِ بسم اللہ خوانی حضرت امین شریعت کا بچپن نہایت ہی دینی، علمی اور مہذب ماحول میں گذرا ہے۔ قسمت سے قطب عالم مجدد اعظم امام احمد رضا خاں، عاشق رسول استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں نوری، استاذ العلما حضرت مولانا مفتی حسنین رضا خاں نوری اور سرکار مفتیِ اعظم مصطفیٰ رضا خاں نوری رضی اللہ عنہم کے گھر میں پرورش پائی ہے، آپ علامہ حسنین رضا خاں کے بڑے صاحب زادے ہیں۔ والدین کریمین کی شفقت وعنایت کے سایے میں آپ کی نشو ونما ہوئی ہے۔ ننھی سی عمر میں والد گرامی نے آپ کے ماموں مولانا عبد الہادی مرحوم کے مکان میں رسم بسم اللہ خوانی کی ایک پر تکلف تقریب منعقد کی۔ آپ کے چھوٹے دادا حضرت مولانا مفتی محمد امان رضا خاں علیہ الرحمہ نے ''بسم اللہ خوانی'' کرائی۔

تعلیم وتربیت اعلیٰ حضرت کا گھرانہ شروع سے ہی مذہبی اور علمی گھرانہ رہا ہے۔ اس لیے آپ بچپن ہی سے مذہبی علوم کے شوقین تھے۔ بچپن میں شریر واوباش قسم کے بچوں کے ساتھ نہیں رہتے اور نہ ہی ان کے ساتھ کھیلنے کودنے میں اپنا وقت

ضائع کرتے، ہمیشہ اچھوں کی صحبت اختیار کرتے، اور اپنا وقت کتابیں پڑھنے میں گزارتے۔ کتابوں کا مطالعہ کرنا اور انہیں یاد کرنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔

آپ نے اکبری مسجد معروف بہ مرزائی مسجد واقع محلّہ گھیر جعفر خاں، پرانا شہر، بریلی شریف کے مدرسہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ کے والد ماجد نے علمی اور روحانی فیض کے لحاظ سے مشہور و معروف ادارہ دارالعلوم مظہرِ اسلام میں آپ کا داخلہ کرا دیا۔ آپ نے ایسے علما و فضلا سے اکتسابِ علم و فن کیا جو میدانِ علم و فضل کے بہترین شہسوار تھے۔

شروع سے اخیر تک جملہ علوم و فنون کی تعلیم آپ نے اسی بافیض دارالعلوم میں حاصل کی، یہ ادارہ چونکہ وقت کے غوث، تاجدارِ ولایت، صاحب کرامت مفتیِ اعظم کا قائم کردہ ہے، اور تا حینِ حیات آپ ہی کی سرپرستی میں رہا، جس کی ترقی میں محدث اعظم پاکستان حضرت مفتی سردار احمد خاں علیہ الرحمہ کی بھی سعی بلیغ رہی ہے، اس لیے یہ ہمیشہ بافیض رہا اور اس کے اساتذہ کرام بھی بافیض رہے ہیں۔

حضور امین شریعت اپنے وقت کے زبردست حکیم و طبیب بھی ہیں۔ اپنے رفیق درس مولانا فیضان علی رضوی بیسلپوری کے ساتھ علی گڑھ تشریف لے گئے اور دو سال وہاں رہ کر علمِ طب کی بھی تعلیم حاصل کی۔

اساتذۂ کرام آسمان علم و فن کے وہ آفتاب و ماہتاب آپ کے مربیین و اساتذۂ کرام میں ہیں جن کی ضیابار کرنوں نے صرف ہند و پاک نہیں بلکہ شرق و غرب کو دینی و علمی فیضان سے روشن و تاباں کر دیا، اور جدھر دیکھو ان کی جوت پڑتی

اور چھنتا ہوا نور نگاہوں کو خیرہ کیے دیتا ہے۔ اساتذۂ کرام کی فہرست یہ ہے۔

(۱) تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند سیدی مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ۔ یہ آپ کے وہ استاذ و مربی ہیں جن سے آپ کو ارادت، خلافت اور اجازت حاصل ہے۔ اور آپ نے ان سے کافی علمی و روحانی فیوض و برکات حاصل کیے۔

(۲) استاذ العلما حضرت مولانا حسنین رضا خاں نوری بن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمہ، مصنف سیرت اعلیٰ حضرت۔

(۳) صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ، مصنف بہارِ شریعت وفتاویٰ امجدیہ وکشف الاستار۔

(۴) محدث اعظم پاکستان حضرت مفتی سردار احمد خاں علیہ الرحمہ، پاکستان۔

(۵) شمس العلما حضرت قاضی شمس الدین جونپوری علیہ الرحمہ، مصنف قانونِ شریعت۔

(۶) حضرت مولانا طفیل احمد مرحوم، پنجاب۔

(۷) حضرت مولانا عبد الحفیظ مرحوم، بریلی شریف۔

(۸) شیخ الادب حضرت مولانا غلام جیلانی رضوی اعظمی علیہ الرحمہ۔

(۹) حضرت مولانا حافظ عبد الرؤف رضوی بلیاوی علیہ الرحمہ، سابق نائب صدر المدرسین اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ۔

(۱۰) حضرت علامہ مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ، پاکستان۔

(۱۱) حضرت مولانا ظہیر الدین زیدی مرحوم سابق پروفیسر مسلم یونیورسیٹی، علی گڑھ

(۱۲) حضرت علامہ غلام یسین رضوی پورنوی مرحوم۔

(۱۳) حضرت مولانا عبدالہادی مرحوم، بریلی شریف۔

نکاح جس طرح آپ عالم ربانی ہیں اور آپ کا گھرانہ مذہبی و علمی گھرانہ ہے، اسی طرح آپ کی شادی بھی مذہبی و علمی گھرانے میں وقت کے عظیم عالم ربانی کی شہزادی سے ہوئی۔

''۱۸ر شعبان المعظم ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۸ر مارچ ۱۹۵۷ء بروز چہار شنبہ بعد نمازِ عصر بڑی مسجد آم والی، محلّہ جہانگیر آباد بھوپال میں ناشر العلوم فقیہِ اعظم حضرت علامہ مفتی عبدالرشید فتحپوری علیہ الرحمہ کی شہزادی کے ساتھ ایک خوشگوار ماحول اور کیف و سرور کی مسحور کن فضا میں آپ کے عقد مسنون کی رسم ادا کی گئی''۔

(مقدمہ مضامین امین شریعت ص ۱۶)

اس نکاح کی خصوصیت یہ تھی کہ سیدی سرکار مفتیِ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی موجودگی میں مفتی مالوہ حضرت مفتی رضوان الرحمٰن صاحب علیہ الرحمہ نے آپ کا نکاح پڑھایا۔

اور انتخاب کے تعلق سے آپ کے مرید رشید و خادمِ خاص مولانا اشرف رضا خاں صاحب رقمطراز ہیں:

''سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حضور امین شریعت کا رشتہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حسب الانتخاب ہوا''۔ (مقدمہ مضامین امین شریعت ص ۱۷)

بیعت و خلافت حضور امینِ شریعت کو غوثِ زمن، صاحب الکرامات حضور

مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے ارادت، اجازت اور خلافت حاصل تھی۔
آپ کے والد گرامی حضرت مولانا حسنین رضا خاں نوری علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کو نوعمری ہی میں سرکار مفتی اعظم قدس سرہ سے مرید کرا دیا تھا۔ ایک وقت وہ آیا کہ آپ کو اہل پا کر سرکار مفتی اعظم قدس سرہ نے سلسلۂ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ کی خلافت واجازت سے بھی سرفراز فرمایا۔ مزید برآں حدیث وفقہ، اورادو وظائف اور نقوش وتعویذات کی بھی اجازت مرحمت فرمائی۔

آپ کے والد گرامی سرکار نو رسیدنا سید ابوالحسین احمد نوری مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان سے مرید تھے، سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے آپ کو سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی خلافت واجازت سے بھی سرفراز کیا تھا، کافی لیاقت وصلاحیت کے مالک تھے، اس کے باوجود ان کے انکسار وکسر نفسی کا عالم یہ تھا کہ کسی کو مرید نہیں کرتے تھے، جو بھی ان سے مرید ہونے کے لیے آتا تو زمانے کے غوث تاجدار اہلسنت سرکار مفتی اعظم سے مرید کرا دیتے، یہی رویہ انہوں نے اپنی اولاد کے حوالے سے بھی اختیار کیا۔ اپنے تینوں شہزادوں، علامہ سبطین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان، صدر العلما مولانا تحسین رضا خاں، حبیبِ ملت حضرت مولانا حبیب رضا خاں علیھما الرحمۃ والرضوان کو سرکار مفتیِ اعظم کے قدموں میں ڈال دیا اور ان ہی کے دست حق پرست پر بیعت کرادی۔

آپ کے پیر ومرشد مفتی اعظم کی شانِ عظمت نشان آپ کے والد گرامی مولانا حسنین رضا خاں قدس سرہ کی زبانِ فیض ترجمان سے ملاحظہ کیجئے۔

مولانا اشرف رضا رضوی رقمطراز ہیں:

''برادرِ حضور امین شریعت حضرت حبیب میاں صاحب فرماتے ہیں:
جب والد محترم نے ہم تینوں بھائیوں کو حضرت مفتی اعظم سے بیعت کرایا تو کچھ لوگوں نے کہا کہ حضور! آپ نے اپنے شہزادوں کے لیے حضور مفتی اعظم ہند ہی کا انتخاب کیوں فرمایا؟ تو آپ ارشاد فرمانے لگے، میں نے حضور مفتی اعظم ہند کا بچپن دیکھا ہے، پھر جوانی دیکھی، اور اب بڑھاپا دیکھ رہا ہوں، میں نے انہیں ہمیشہ عالم باعمل (اپنے علم پر عمل کرتے ہوئے) پایا، لہٰذا میں نے اپنے تینوں بیٹوں کی بیعت کے لیے ان ہی کا انتخاب کیا ہے''۔

حج وزیارت ہر محبِّ خدا اور عاشقِ مصطفیٰ عز وجل ﷺ کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ کم از کم ایک بار اپنے مولاے حقیقی عز وجل اور مولاے مجازی ﷺ کی بارگاہوں میں باریابی اور حاضری کی سعادت نصیب ہو جائے، اور فرائض و واجبات کی ادائیگی کے ساتھ اپنے ماتھے کی آنکھوں سے ان درباروں کا دیدار کرلے، اس تمنا کی تکمیل کے لیے وہ لاکھوں جتن کرتا ہے، کبھی قرآن شریف پڑھتا ہے، کبھی درود شریف پڑھتا ہے اور کبھی نعت شریف گنگنا کر آنسو بہاتا ہے، خوشا نصیب! کہ یہ آرزوئیں پوری ہو جائیں۔ ماشاء اللہ! حضور امینِ شریعت کی آرزوئیں پوری ہوئیں اور ایک بار نہیں آپ کو چھ بار حج وزیارت اور کئی بار عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی۔

درس وتدریس اللہ رب العزت نے جہاں حضور امین شریعت دامت

برکاتھم العالیہ کو ولایت و کرامت اور دیگر کئی خوبیوں سے نوازا تھا وہیں تبحر علمی اور درس و تدریس کی بھی خاصی صلاحیت عطا کی تھی ،ایک عالم کے لیے یہ فخر کی بات ہے کہ جس ادارہ میں علم حاصل کرے وہیں اسے تدریس کا بھی زرین موقع مل جائے ،حضور امین شریعت پر تاجدار اہلسنت غوث زمن سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ و الرضوان اور مندرجہ بالا اساتذہ کا فیضان تھا کہ دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف سے علوم دینیہ سے آراستہ ہو گئے ۔پھر ان بزرگوں کی نگاہِ انتخاب اسی دار العلوم میں تدریس کے لیے بھی مرکوز ہو گئی ،اسی لیے آپ نے ایک عرصہ تک وہاں تدریس کا فریضہ انجام دیا ،پھر جناب قاری غلام محی الدین شیری رضوی کے مدرسہ اشاعت الحق ہلدوانی میں درس و تدریس کا فریضہ انجام دیا۔

مضامین امینِ شریعت کے مقدمہ میں ہے کہ

''۱۹۵۸ میں ناگپور تشریف لائے اور جامعہ عربیہ اسلامیہ کے ناظم اعلیٰ مقرر کیے گئے ۔اور تین سال تک بحیثیتِ ناظمِ اعلیٰ آپ مجلسِ شوریٰ کے رکن بھی رہے۔ اراکین مجلس شوریٰ آپ کی خداداد صلاحیت و ذہانت سے بڑے متأثر رہے ۔اور آپ کے مشوروں کو قدر کی نظر سے دیکھتے ۔اس دوران آپ نے جس خلوص و محبت اور بے لوث جذبۂ خدمت سے اپنے فرائض انجام دیئے ،ناقابل فراموش ہیں''۔

کانکیر (چھتیس گڑھ) میں ورود مسعود

مندرجہ عبارت سے واضح ہوا کہ درسیات سے فراغت کے بعد چند مدارس اسلامیہ میں دینی خدمات انجام دیتے رہے مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا، جہاں جہالت و تاریکی تھی ،ہر طرف اندھیرا

ہی اندھیرا تھا، وہ علاقہ تھا کانکیر شریف اوراس کے مضافات کا، مدھیہ پردیش اور چھتیس گڑھ کے مختلف اضلاع کا۔آپ نے کانکیر شریف اور رائے پور کو درس و تدریس، رشدو ہدایت، دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت، پیغامِ اعلیٰ حضرت کی ترویج اور بیعت وارادت کا مرکز بنایا پھر وہاں سے قریہ قریہ اور شہر شہر پہنچ کر لوگوں کے دلوں میں دین وسنیت کا چراغ روشن کردیا، پھر تو آپ کی تبلیغ وارشاد کا دائرہ صرف مدھیہ پردیش اور چھتیس گڑھ تک ہی محدود نہ رہا بلکہ ہندوستان کے مختلف صوبوں میں پھیل گیا۔

ان کا سایہ اک تجلی، ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر سے گزرے روشنی ہوتی گئی

آپ کا کانکیر تشریف لانا اور وہاں قیام پذیر رہ کر درس وتدریس، امامت کا کام انجام دینا اور تبلیغ وارشاد کرنا لوگوں کے لیے بہت مفید وکارآمد ثابت ہوا، آپ کے توسط سے ادھر کے لوگ اللہ کی رحمتوں اور برکتوں سے خوب مالا مال ہوئے۔رسول اکرم ﷺ کے صدقات سے خوب بہرہ ور ہوئے، حضور غوث اعظم ،مجدد اعظم اور مفتی اعظم قدست اسرارھم کے فیوض و برکات سے حظ وافر پایا۔غور کیا جائے تو یہ حقیقت منکشف ہو جاتی ہے کہ حضور امینِ شریعت کا کانکیر پہنچنا ان کے مرشد طریقت اور مربی خاص سرکار مفتی اعظم قدس سرہ کے حکم سے تھا، فضل الٰہی سے سرکار مفتی اعظم قدس سرہ نے خواب کے راستے سے پہلے ہی کانکیر شریف کا نظارہ کرادیا تھا۔

۱۹۶۳ء میں آپ کانکیر (چھتیس گڑھ) تشریف لائے۔اس سے قبل بریلی شریف ہی میں آپ نے ایک سنہرا خواب دیکھا تھا،اس تعلق سے آپ خود فرماتے ہیں کہ

’’میں جب کانکیر آیا اور اس شہر کا نظارہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ وہی شہر ہے جسے مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے۔میں بریلی شریف میں تھا، میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ندی (جسے دودھ ندی کہا جاتا ہے)، ہے جس میں آگے آگے سرکار مفتیِ اعظم ہیں،ان کے پیچھے میرے خسر صاحب مفتی عبدالرشید فتحپوری اشرفی علیہ الرحمہ ہیں اور ان کے پیچھے میں‘‘

اور اپنے ایک مضمون میں خواب کے اس حکم کی طرف یوں اشارہ فرماتے ہیں:

’’کانکیر ضلع بستر ، مدھیہ پردیش، جہاں حضرت ہی کے ایما پر (جو عالم خواب میں فرمایا تھا) احقر ایک عرصہ سے مقیم ہے،اس علاقہ کا وہاں کے احباب کے اصرار پر حضرت نے کئی بار دورہ فرمایا اور میں حضرت کی خدمت میں ساتھ رہا‘‘۔

(استقامت مفتی اعظم نمبر ۳۵۶۔مضمون۔مفتی اعظم منفرد شخصیت)

دینی خدمات میں مساعی جمیلہ کی یادگار

حضور امینِ شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رسول اکرم ﷺ کے لائے ہوئے دین متین کے فروغ واستحکام کے لیے کافی جدوجہد سے کام لیا ہے،آپ صرف درس وتدریس اور امامت تک محدود نہ رہے، بلکہ آپ نے بیعت وارشاد کے ذریعے بھی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں آپ کے مریدین میں عامۃ الناس کے علاوہ علما وصلحا، مدارس کے اساتذہ، مساجد

کے ائمہ، اسکولوں کے ٹیچرس، کالج کے پروفیسرس اور مشہور ڈاکٹرس، وکلا اور ججیز بھی ہیں، آپ نے کئی اداروں کو پروان چڑھایا ہے، ہندوستان میں بہت سے مساجد و مدارس اسلامیہ آپ کی سرپرستی میں قائم ہوئے اور بفضلہٖ تعالیٰ اب بھی بحسن وخوبی وہاں سے دین متین کی ترویج واشاعت ہو رہی ہے، خاص طور سے

(۱) دارالعلوم امین شریعت کانکیر شریف ضلع بستر، (چھتیس گڑھ)

(۲) مسجد امین شریعت 〃 〃 〃

(۳) دارالعلوم فیض الاسلام، کیشکال 〃 〃

(۴) ادارۂ شرعیہ دارالعلوم انوار مصطفیٰ، مودھاپارہ، رائے پور

(۵) رضا مسجد مودھاپارہ، رائے پور، (چھتیس گڑھ)۔

خوشا مسجد و مدرسہ و خانقاہے
کہ در وے بود قیل وقال محمد ﷺ

آپ کی تحریری صلاحیت

حضور امینِ شریعت تحریر کی دنیا میں بھی اپنی ایک شان و پہچان رکھتے ہیں۔ جس کا اندازہ اہل علم کو آپ کے ان مضامین سے بخوبی ہو جاتا ہے جنہیں آپ کے خادم خاص اور منظور نظر مولانا اشرف رضا رضوی نے ''مضامینِ امینِ شریعت'' کے نام سے چند سال قبل شائع کیا ہے، مگر فقیر قادری کے دل پر آپ کی تحریر کی سطوت وعظمت کا سکہ اس وقت کچھ زیادہ ہی بیٹھ گیا جب ''مقام غوث اعظم اور امام احمد رضا'' پر آپ نے تأثر کی شکل میں حضرت غوثِ اعظم اور امام احمد رضا کی شان کو نہایت اچھوتے اور دلربا انداز میں بیان کیا۔ وہ

تحریر عجب رنگ پر ہے، ایک نئے اسلوب کی غمازاور دیدنی ہے۔

اس تحریر کے بعد راقم کے دل میں یہ بات بھی راسخ ہوگئی کہ رضا کے خانوادے کا ہر فرد، علم وعمل، فضل وکمال، شعروسخن اور تحریر وتقریر ہر میدان میں یکتاے روزگار اور منفرد المثال ہے۔

شانِ خطابت اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے آپ کو خاص قوت گویائی ملی جسم میں جب تک طاقت وتوانائی رہی آپ ایک ناصح، مصلح اور مبلغِ اسلام و سنیت کی حیثیت سے نہایت جامع اور دلنشیں خطاب فرماتے رہے۔ انجمن فیضانِ ملت کی دعوت پر جلسۂ عید میلاد النبی ﷺ میں شرکت کے لیے جب آپ فیض العلوم جمشید پور تشریف لائے تھے تو راقم نے یہ سوچا کہ حضرت کو کچھ دیر کے بعد سب سے آخر میں اسٹیج پر لے جایا جائے تا کہ مقررین وشعرا کو کافی وقت ملے، چنانچہ ایسا کرنے پر رات زیادہ ڈھل گئی جب کہ حضرت کو خطاب کرنے کی خواہش تھی، جس کے سبب حضرت نے مہذب انداز میں اپنی خفگی کا اظہار فرمایا، راقم الحروف نے عرض کیا، حضور! مشائخ کرام تو تبرکاً مدعو کیے جاتے ہیں تا کہ لوگوں کو مرید کر کے سلسلے کی اشاعت کریں اور آخر میں کچھ نصیحت فرما کر دعا کر دیں اسی غرض سے حضور کو دعوت دی گئی ہے۔ بہر صورت حضرت کو ہم لوگ اسٹیج پر نعرۂ تکبیر ورسالت کی گونج میں لائے اور حضرت نے شاندار اور ایمان افروز وعظ فرمایا اور نعت شریف بھی پڑھی۔

حضور امینِ شریعت بحیثیت نعت گو شاعر حضور امین شریعت عالم ربانی،

صاحبِ تقویٰ وورع، رہبرِ شریعت، پیرِ طریقت عظیم مبلغِ دین اور رہنمائے ملت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین نعت گو شاعر بھی تھے۔آپ کو شعر و شاعری کا ذوق اپنے جد کریم استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی صاحبِ ذوق نعت اور محی السنۃ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدست اسرارھما سے ورثے میں ملا تھا۔خدمت دین میں مصروف رہنے کے باوجود نہایت شستہ کلام فرماتے تھے۔نعت ومنقبت پر مشتمل آپ کے کئی کلام میری نظر کے سامنے ہیں۔ان کے مطالعہ کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ آپ جیسے مصروف ترین شخصیت کو محض عشقِ رسول ﷺ نے کلام کہنے پر برانگیختہ کیا ہے۔ایک دو اشعار ملاحظہ ہوں۔ہاں آپ ''سبطین'' تخلص فرماتے ہیں۔ ؂

ہے دل میں میرے نقشۂ طیبہ کھینچا ہوا　　خواہش بھلا ہو کیا مجھے حور و قصور کی

سبطین جام عشقِ محمد پیا کرو (ﷺ)　　تا حشر پھر کمی نہ ہو کیف و سرور کی

ہے زمین و آسماں آپ کے زیرِ نگیں　　اک اشارے میں قمر کو بھی دو نیما کر دیا

حشر میں تھی پر خطر سبطین کی حالت مگر　　ان کی رحمت نے سرِ میزاں اشارہ کر دیا

نماز چونکہ اہمِ عبادات ہے اور آپ کو اس سے ہمیشہ کا لگاؤ ہے، اس لیے نماز پر ابھارنے کے تعلق سے بھی دلنشیں کلام کہا ہے ؂

ہے انبیا میں ختمِ رسل کا جو مرتبہ

ویسی عبادتوں میں عبادت نماز کی

چمکیں گے دست و پائے مصلی بروز حشر
کھل جائے گی سبھی پہ کرامت نماز کی

زمزمہ خوانی حضور امین شریعت خدائے تعالیٰ کے محبّ صادق اور نبی اکرم ﷺ کے عاشق دلگیر ہیں، اسی لیے اللہ و رسول عز وجل و ﷺ کے احکام و سنن کی ادائی میں تیز گام تھے۔ساتھ ہی ساتھ عشق و محبت سے سرشار ہو کر نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ نعتِ رسول ﷺ ضرور گنگناتے تھے، اور جلسوں و کانفرنسوں میں تو آغاز تقریر سے پہلے عام طور پر ایک نعت شریف ضرور پڑھتے تھے۔

کئی سال قبل ایک بار مخدوم پور، ٹاٹا نگر میں الحاج ممتاز صاحب رضوی (چمڑا والے) کے یہاں بحیثیتِ مہمان خصوصی، حضرت مدعو تھے، ایک رات انہوں نے اور ان کے رفقائے کار نے اپنے گھر کے سامنے الحاج حافظ محبوب عالم فیضی سابق امام مخدوم پور مسجد کی قیادت میں جلسے کا پروگرام رکھا، راقم الحروف کو بھی اس میں شرکت کی دعوت تھی۔اس اسٹیج پر حضرت نے عاشقِ رسول، نائب غوث الوریٰ امام احمد رضا کی لکھی ہوئی درج ذیل نعت شریف اتنے دلکش اور پر کشش انداز میں پڑھی کہ پوری مجلس جھوم اٹھی، سب پر رقت و کیف طاری ہو گیا۔کیف کا عالم یہ تھا کہ عابد حسین جیسا مجرم و گنہگار بھی متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا، اور مقطع پر تو کچھ زیادہ ہی رقت انگیز سماں بندھ گیا تھا۔وہ کلام یہ ہے

زمین و زماں تمہارے لیے، مکین و مکاں تمہارے لیے
چنیں و چناں تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے

دہن میں زباں تمہارے لیے، بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے ، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے، وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ثنا میں کھلے، رضا کی زباں تمہارے لیے

بقول مولانا سعود انور فیضی سابق امام دندا شاہی مسجد، چکر دھر پور، حضرت نے دنداشاہی کے جلسے میں بھی نعت شریف کی زمزمہ خوانی فرمائی تھی۔

شہزادے کی حوصلہ افزائی حضرت امینِ شریعت حکمِ شریعت کے مطابق ہر مسلمان کی طرح اپنی اولاد سے بھی محبت فرماتے تھے ،انجمن فیضانِ ملت فیض العلوم کے زیر اہتمام ہونے والے جلسۂ عیدِ میلا دُ النبی ﷺ کے موقع پر ایک بار حضرت کے شہزادۂ اکبر حضرت مولانا سلمان رضا صاحب بھی ہمراہ تھے، حضرت نے ان کے بارے میں راقم السطور گدائے نوری کو حکم فرمایا کہ ان سے نعت شریف پڑھواؤ، چنانچہ انہیں موقع دیا گیا اور انہوں نے نرالے انداز میں زمزمہ خوانی فرمائی

(نوٹ) حضرت سلمان میاں قبلہ سیرت وصورت میں اپنے والد گرامی کے آئینہ دار ہیں اور ان کے اخلاق کریمانہ کے عکاس۔ چند سال قبل عرس رضوی کے موقع پر حضرت سے ملاقات کے لیے ان کے دولت کدہ کانکر ٹولہ، پرانا شہر، بریلی شریف، راقم الحروف اپنے احباب کے ساتھ پہونچا، ان دنوں بھی حضرت بہت ضعف وعلالت سے گزر رہے تھے ،مگر سیدنا اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم سے غایت درجہ عقیدت ومحبت کا نتیجہ ہی کہا جاسکتا ہے کہ تقریباً ہر سال کانکیر

شریف یا راے پور چھتیس گڑھ سے لمبی مسافت طے کر کے اور سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے عرس رضوی کے پر بہار موقع پر بریلی شریف پہنچ جاتے تھے، بہر صورت جو اوقات اہل خانہ نے حضرت سے ملاقات کے لیے متعین کیے تھے ان کے گزر جانے کے بعد فقیر نوری وہاں پہنچا، پہنچنے پر معلوم ہوا کہ اب حضرت سے ملاقات نہیں ہو سکتی، مگر فدوی مایوس نہ ہوا اور کسی طرح حضرت سلمان میاں دامت برکاتھم العالیہ سے ملاقات کرنے میں کامیاب ہو گیا، انہوں نے راقم کو پہچان لیا اور اخلاق حسنہ سے پیش آئے، راقم نے حضرت کے دیدار سے متعلق عرضی پیش کی، موصوف نے قبول فرمایا اور اندر جا کر تھوڑی دیر میں واپس آئے اور اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ فدوی حضرت قبلہ کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوا، دست بوسی اور قدم بوسی کی، دید و شنید کے بعد حضرت نے پہچان لیا کہ یہ فقیر عابد حسین قادری نوری ہے، جب کہ اس وقت حضرت موصوف کی طبیعت واقعی ناساز تھی، نقاہت کافی تھی، خود سے چلنا پھرنا دشوار تھا، حضرت کو ایک پلنگ پر گاؤ تکیہ کا سہارا دے کر لٹایا گیا تھا اور اس عمر کو پہنچ چکے تھے جس میں آدمی کا حافظہ بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔

شریعتِ مطہرہ کی پابندی

حضور امینِ شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان ان علمائے ربانیین میں ہیں جن کے بارے میں ارشاد ہوا ''اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ '' (اللہ سے اس کے بندوں میں علما ہی ڈرتے ہیں)۔ اس لیے آپ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہتے تھے، اللہ سے خشیت کی علامت یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ہمیشہ بچتے رہے، جھوٹ، غیبت، چغلی اور

دیگر محرمات حتیٰ کہ مکروہات سے بھی بچتے رہے، اور سن شعور سے لے کر آخری سانس تک اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں رہے، نماز روزے اور دیگر فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات کو ان کے وقتوں پر ادا کرتے رہے۔ ولی کی تعریف ''شرح عقائد'' وغیرہ میں یہ کی گئی کہ ''ولی وہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت رکھتا ہو، احکام الٰہی کو بجالاتا ہو، گناہ کبیرہ وصغیرہ اور لذت وشہوت کی چیزوں سے اعراض کرتا ہو۔''

یہ تعریف حضور امینِ شریعت پر بالکل فٹ آتی ہے، نماز پڑھنا فرض اور اس کی جماعت واجب ہے اور ایک قول کے مطابق جماعت سے پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، حضرت ہمیشہ جماعت کے ساتھ ہی پڑھتے رہے، جماعت چھوڑنا بالکل گوارہ نہ کیا۔

۱۹۹۳ میں انجمن فیضان ملت فیض العلوم جمشید پور کے زیر اہتمام ۱۲؍ربیع النور شریف کے جشن عید میلاد النبی ﷺ کے دو روزہ جلسے میں آپ خصوصی طور پر مدعو تھے، ساری نمازیں آپ نے پابندیِ وقت سے مکہ مسجد میں باجماعت ادا کیں، ایک بار کسی وجہ سے فقیر نوری نے عرض بھی کیا کہ حضور یہیں روم میں پڑھ لیں مگر آپ اس کے لیے کسی طرح آمادہ نہ ہوئے، مسجد پہنچ کر باجماعت نماز پڑھی۔

اس سے جہاں حضور امین شریعت کی نماز و جماعت اور دیگر احکام شریعت سے محبت کا پتہ ملتا ہے، وہیں اس میں اس بات کی طرف بھی ایما ہے کہ ہر شیخ و عالم کو خصوصی طور پر یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ تبلیغ وارشاد یا کسی غرض سے کہیں پہونچے تو ہر حال میں نماز و جماعت کی پابندی کرے اور دیگر احکامِ شریعت کو بھی ملحوظ نظر رکھے

تا کہ دوسرے اسلامی بھائی بھی دیکھا دیکھی شریعت مطہرہ کی پابندی کریں۔ خصوصاً فرائض وواجبات کو تو علی الاعلان ادا کرنے کا حکم ہے، کیوں کہ تبلیغ کی دو قسمیں ہیں، (۱) زبان سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا، (۲) خاموش تبلیغ کہ زبان نہ ہلے، منھ نہ کھلے اور اپنا کردار وعمل پیش کرے۔ کاش آج کل کے ہمارے خطبا و مبلغین اور شعرا اسے اپنا لیں تو پھر ہمارا معاشرہ ایک اعلیٰ اور اسلامی معاشرہ ہو جائے۔ اور سلف صالحین کی یاد تازہ ہو جائے۔

داڑھی کی سنتِ خلال کی ادائی داڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا سنت مستحبہ ہے، حضور امینِ شریعت ان اولیاے کاملین میں سے ہیں جو اس طرح کی سنتوں کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور انہیں ادا کر کے اپنے پیارے محبوب ﷺ کی رضا ضرور چاہتے ہیں۔ محبّ گرامی الحاج اختر حسین رضوی مرحوم جمشید پور بیان کرتے ہیں:

''ایک بار حضرت میرے یہاں ناشتہ اور کھانے کی دعوت پر تشریف لائے، ماحضر تناول فرمایا اور دعاؤں سے بھی نوازا۔ اس موقع سے آپ نے میرے گھر میں نماز مغرب ادا کی تھی، ہم کئی افراد تھے، جماعت ہوگئی، حضرت نے ہی امامت فرمائی۔ اس طرح ہمیں ان کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا شرف مل گیا۔ حضرت نے جب میرے غریب خانے کو اپنے قدوم میمنت سے نوازا تو نماز کے لیے وضو بھی فرمایا تھا، وضو سے فراغت کے بعد داڑھی میں خلال فرمایا، خلال کے وقت داڑھی کے دو بال ٹوٹ کر زمین پر گر گئے، میری بچی طلعت جہاں نے انہیں فوراً اٹھا لیا اور بوسہ دے کر اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ میں نے اپنے گھر والوں کو وصیت کر دی

ہے کہ میری وفات کے بعد اور قبر میں لٹانے کے بعد میرے سینے پر میرے مرشد کے یہ دونوں موے مبارک رکھ دیئے جائیں"۔

خیالِ احباب وعیادتِ مریض

حضور امین شریعت اعلیٰ سیرت اور بہترین اخلاق کے حامل تھے، وہ اس جہت سے بھی سنت رسول ﷺ کو اپنانے میں تیز گام تھے کہ جب کسی کے بارے میں آپ کو معلوم ہوتا کہ بیمار ہے تو اس کے لیے دعائے صحت وعافیت کرتے اور حتی الوسع اس کی عیادت کو جاتے تھے، مولانا مجیب الرحمٰن مصباحی موجودہ امام وخطیب مسجد غریب نواز سنجے نگر، رائے پور کا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا اور پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی تو آپ ان کی عیادت کو بھی پہنچے، الحاج سید زاہد صاحب، رائے پور نے ایک بار حضرت کو دعوت دی، آپ نے دعوت قبول فرمالی، دوسرے روز بعد نماز فجر حاجی صاحب موصوف کی گاڑی آئی، آپ ان کے یہاں تشریف لے گئے، ساتھ میں آپ کے خادم باوفا مولانا اشرف رضا خاں رضوی اور مولانا امتیاز عالم صاحب سیتامڑھی بھی تھے۔ ان کے یہاں سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے خود فرمایا، مفتی مجیب الرحمٰن صاحب کے یہاں چلئے۔ چنانچہ ان کے گھر پہنچ کر عیادت فرمائی اور ان کے حق میں دعاے صحت و عافیت کی۔ خلیفۂ حضور امینِ شریعت و حضور محدث کبیر مفتی مجیب الرحمٰن مصباحی کا بیان ہے کہ "حضور صبح کے وقت میرے پاس عیادت کے لیے تشریف لائے، میں نے جلدی جلدی شیرینی منگوائی، اس پر حضرت نے فاتحہ پڑھ کر دعا فرمائی، اور کچھ دیر خرد نوازی فرما کر اپنے دولت کدہ تشریف لے گئے۔ جب حضرت میرے گھر تشریف

لائے تھے اس وقت زخم کی جگہ مجھے کافی درد رہتا تھا، دوا کھا کھا کر پریشان تھا، مگر حضرت کی اس موقع پر یہ کرامت میرے ساتھ ظاہر ہوئی کہ کچھ پڑھ کر جونہی آپ نے میرے اوپر دم فرمایا فوراً میری ساری تکلیف کافور ہوگئی''۔

اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں جو رسول اکرم ﷺ کی سنتوں کی ادائیگی کے حوالے سے آپ کی خوش اخلاقی اور اعلیٰ سیرت کے غماز ہیں۔

عبادات میں کسی سے مدد نہیں لینی چاہیے

مولانا غلام غوث فیضی، مدینہ محلّہ، مدھو پور ضلع دیوگھر (جھارکھنڈ) دو سال سے زائد دنوں تک حضور امین شریعت کے قائم کردہ ادارہ شرعیہ دار العلوم انوار مصطفیٰ مودہا پارہ (چھتیس گڑھ) میں زیر تعلیم رہ چکے ہیں۔ یہ جناب ۲۱ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۱ مئی ۲۰۱۴ء بروز بدھ مدرسہ فیض العلوم میں فقیر قادری کے پاس ملاقات کی غرض سے آئے اور انہوں نے حضور امین شریعت کے حوالے سے معلومات کی فراہمی سے متعلق ایک سوال کے جواب میں یہ بیان کیا کہ:

''دورانِ تعلیم میں نے بارہا دیکھا کہ نماز کے وقت وضو یا غسل کے لیے جب آپ تشریف لاتے تو فوراً دار العلوم کے کوئی استاذ یا طالبِ علم آپ کے دستِ اقدس سے لوٹا یا بالٹی لینا چاہتا تا کہ پانی لا دیں مگر حضرت منع فرما دیتے اور کہتے کہ عبادات میں کسی سے مدد نہیں لینی چاہیے، آپ لوگ خود علم والے ہیں، مسئلہ جانتے ہیں اور قابل احترام بھی ہیں''۔

تکبیر بیٹھ کر سننا چاہئے

فیضی موصوف نے مزید کہا کہ میری طالب علمی کے

زمانے میں دارالعلوم ہی میں نمازیں ہوا کرتی تھیں، میں نے کئی بار یہ منظر دیکھا کہ جماعت کے وقت اگر حضرت کا مسجد میں اس وقت ورودِ مسعود ہوتا کہ اقامت شروع ہوگئی ہوتی تو حضرت فوراً بیٹھ جاتے اور بیٹھے بیٹھے تکبیر سنتے اوراس کا جواب دیتے اورحی علی الصلوۃ وحی علی الفلاح پر کھڑے ہوتے، کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ پچھلی صف میں پہنچتے اورتکبیر شروع ہوجاتی تو آپ اسی جگہ پر بیٹھ جاتے۔

موصوف نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا:

’’حضور امینِ شریعت فرائض وواجبات اورسنن مؤکدہ کے ساتھ ساتھ نوافل کا بھی التزام کرتے ہیں، میں نے دیکھا کہ کافی عمر کو پہنچ جانے اورنقاہت سے دوچار ہوجانے کے باوجود نفل نمازوں کو کھڑے ہوکر پڑھا کرتے، بیٹھ کرنہیں پڑھتے، جب کہ نوافل کو بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ہے‘‘۔

بیعت کے وقت پردے کا اہتمام

الحاج محمد اختر رضوی مرحوم، سابق سکریٹری مسجد طیبہ، جواہر نگر، جمشید پور نے ایک مجلس میں راقم الحروف فقیر نوری سے بیان کیا کہ

’’۱۹۹۷ء میں حضرت امینِ شریعت جب میرے پیر بھائی جناب حاجی معین صاحب پھل والے، جواہر نگر، روڈ نمبر ۱۳، جمشید پور کے یہاں تشریف لائے تھے، اس موقع پر آپ میرے ایک دوسرے پیر بھائی عین الحق صاحب کی دعوت پر ان کے گھر تشریف لے گئے، وہاں بھی کافی عورتیں حلقۂ ارادت میں داخل ہوئی تھیں، میری بچی طلعت جہاں بھی وہیں مرید ہوئی، حضرت ان کے گھر کے باہر برآمدہ میں

جلوہ بار تھے اور میری بچی اور سلسلہ میں داخل ہونے کی تمنا رکھنے والی تمام عورتیں گھر کے اندر ، دروازہ بھڑ کا ہوا تھا، بیعت کراتے وقت حضرت نے اپنا بڑا سا رومال عورتوں کی طرف بڑھایا اور فرمایا کہ سب عورتیں اس رومال کو تھام لیں اور میں جو کہتا ہوں وہ پڑھیں، البتہ یہ سامنے والی بچی نماز کے قعدے کی طرح بیٹھی ہے ٹھیک اسی طرح سب عورتیں بیٹھ جائیں۔

اس طرح آپ نے پردہ کا اہتمام کر کے شریعت کی حفاظت اور پاس و ادب کا درس دیتے ہوئے بیعت کے الفاظ کہلوائے اور ان سب کو سلسلہ میں داخل فرما لیا۔

میری بیٹی طلعت جہاں نے بیان کیا کہ میں اور تمام عورتیں کمرہ کے اندر تھیں اور دروازے کا پٹ بھڑ کا ہوا تھا، صرف اتنا کھلا تھا کہ رومال داخل ہو، حضرت نے مجھے نہیں دیکھا تھا، اس کے باوجود فرمایا کہ تمام عورتیں اسی طرح بیٹھ جائیں جیسے یہ بچی بیٹھی ہوئی ہے، حضرت کی اس بات کو سن کر ہمارے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ حضرت کو کیسے علم ہو گیا کہ میں نماز کے قعدے کی طرح بیٹھی ہوں، اور بقیہ عورتیں اس کے خلاف''۔

راقم الحروف فقیر نوری کہتا ہے کہ احکام شریعت کی پابندی اور اس کے تحفظ کے حوالے سے بریلی شریف کے مشائخ کرام اور ان کے خلفا و متبعین پوری دنیا میں مشہور و معروف ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا، حضرت حجۃ الاسلام، سیدنا مفتی اعظم وغیرھم علیھم الرحمۃ والرضوان غیر محرموں سے ہمیشہ دور و نفور رہتے، اور پردہ

میں رکھ کر ہی عورتوں کو مرید کرتے تھے، اور آج بھی تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری، حضرت مولانا سبحان رضا سبحانی میاں اور حضرت مولانا سلمان رضا خاں وغیرھم اسی پر عمل پیرا ہیں۔

آج سے ۱۹ ؍سال قبل الحاج محمد علی صاحب گولموری جمشید پور کے یہاں حضور امینِ شریعت مدعو تھے، فدوی بھی ان سے ملاقات کی غرض سے وہاں پہونچا، البتہ جشن وسیمہ باجی صاحبہ زوجۂ الحاج عظیم اللہ صاحب، اسلام نگر کپالی، جو رشتے میں راقم کی ڈیڑھ سس ہیں، نے راقم سے کہا کہ مجھے بھی مرید ہونا ہے، لہٰذا انہیں ساتھ لے کر حضرت کی قیام گاہ میں پہونچا۔ اور عرض کیا کہ حضور! یہ میری ڈیڑھ ساس ہیں، آپ سے مرید ہونا چاہتی ہیں، حضرت نے انہیں بغل والے کمرہ میں جانے اور اس کے دروازہ اور پردہ کے پیچھے ہو جانے کو فرمایا، پھر پردہ کے پیچھے رکھ کر ہی بیعت کے الفاظ کہلوائے اور سلسلہ میں داخل فرمایا۔

ایک خاص بات یہ ہے کہ بیعت کی گزارش کرنے کے بعد راقم الحروف وہاں سے باہر نکلنے لگا تو حضرت نے فوراً منع فرمایا اور کہا کہ ابھی یہیں ٹھہرو۔ ان کے اس رویے سے بعض بے عمل پیروں کے غیر شرعی رویے تنقیدی صورت کے ساتھ میرے ذہن میں گردش کرنے لگے اور ہمیشہ کے لیے یہ مسئلۂ شرعیہ ذہن نشیں ہو گیا کہ اجنبی مرد و عورت کو خلوت میں رہنا حرام ہے اور اس کے سبب آدمی فاسق ہو جاتا ہے، نیز تنہائی میں دیکھنے والوں کے دل میں غلط خیالات آنے اور متہم کرنے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔ حضرت نے اس مسئلہ پر عمل کرتے ہوئے مجھے باہر جانے نہیں دیا۔

بدمذہبوں سے نفرت خشیتِ ربانی کا عالم یہ ہے کہ آپ بچپن سے بدمذہبوں سے دورونفوررہے۔ کسی بھی وہابی، دیوبندی، شیعہ اور قادیانی سے تال میل روانہ رکھا، کبھی ان سے جان بوجھ کراور قصداً سلام مصافحہ نہ کیا اور ساری زندگی اپنے مریدین اور سارے سنیوں کو یہی پیغام دیتے رہے کہ ان بدمذہبوں سے دور رہو، ان کے سایہ سے بھی بھاگو، محبتِ خدا، عشقِ مصطفیٰ اور اس کے حوالے سے خدا اور رسول کے دشمنوں سے بغض ونفرت ٹھیک اسی طرح آپ کی گھٹی میں پلا دی گئی تھی، جیسے حضرت مجدد الف ثانی، شیخ محقق عبدالحق دہلوی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا، حضرت حجۃ الاسلام، حضور مفتی اعظم، حضور صدر الافاضل، برہان ملت، شیر بیشۂ اہلسنت، حافظ ملت اور مجاہد ملت وغیرھم کی گھٹی میں پلادی گئی تھی۔ یہ اور اس کے علاوہ دیگر خوبیاں آپ کے اندر آئیں کہاں سے؟ اس کا جواب اس کے سوا کچھ نہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی سنتوں پر سختی سے کاربند رہنے والے ولیِ کامل غوثِ زمن سرکار مفتیِ اعظم نوری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی عرصۂ دراز تک صحبت بابرکت نے حضور امین شریعت کو فرائض وواجبات اور رسول اکرم ﷺ کی ہر ادا پر قربان ہونے والا اور ان کے دشمنوں سے نفرت کرنے والا بنا دیا، پھر سرکار مفتی اعظم سے بیعت وارادت اور ان کے فیوض وبرکات نے انہیں عالم باعمل ہونے کے ساتھ عارف باللہ اور ولی کامل بھی بنا دیا۔

امرا کے طریقوں سے نفرت امرا وحکام اور رؤسا کا طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں سے کئی طرح سے اپنی تعظیم کرواتے ہیں، ان میں سے ایک یہ کہ جب

وہ بیٹھے ہوں تو ان کے حکم کے مطابق ان کے ماتحت لوگ کھڑے رہتے ہیں، مگر شہنشاہِ دوعالم ﷺ نے مسلمانوں کے لیے اسے سخت ناپسند فرمایا اور اپنی حدیث میں اس سے ہمیشہ کے لیے منع فرما دیا، اسی طرح ان میں سے ایک طریقہ ان لوگوں نے یہ اپنا لیا ہے کہ جب وہ آئیں تو لوگ ہاتھ باندھ کر نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ کھڑے رہیں، حضور امین شریعت اس طرح کی تعظیم کو گوارہ نہیں کرتے اور معتقدین کو منع کرتے نظر آتے ہیں۔ عشق کی حد تک پہنچنے والے آپ کے مرید خاص الحاج اختر رضوی نے راقم کے سامنے یہ بیان دیا کہ:

۲۰۱۲ء میں جب میں حضرت سے ملاقات کے لیے رائے پور (چھتیس گڑھ) پہنچا تو اس وقت آپ گھر کے اندر تھے، اور ہم کئی عقیدت مند باہر ہاتھ باندھ کر کھڑے حضرت کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ جب حضرت باہر تشریف لائے تو ہم لوگوں کو ملاحظہ کرنے کے بعد فرمایا:

''آپ لوگ اپنا اپنا ہاتھ کھول کر نیچے کر لیں''۔

احکامِ شریعت کی تبلیغ اور ان کا پابند بنانا

نماز کی حالت میں آستین کو موڑ کر رکھنا مکروہ وممنوع ہے، اس سے ضرور پرہیز کرنا چاہئے اور نماز کے علاوہ حالت میں بھی اس سے احتراز کرنا چاہیے تاکہ ایسا نہ ہو کہ عادت بگڑی ہوئی ہو تو نماز کی حالت میں بھی مڑی رہ جائے، اسی طرح گلے کا بٹن بھی ضرور لگا رہنا چاہئے، کیونکہ بٹن کھلا رہا اور سینے کی ہڈی دکھے تو نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے، اور نماز کے علاوہ حالت میں بھی اس سے اجتناب کرنا چاہئے، بہت سے لوگ نماز کے باہر بٹن کھلا

رکھنے کے عادی ہیں تو نماز بھی اسی حالت میں پڑھ لیتے اور اپنی نماز مکروہ کر لیتے ہیں۔اسی لیے فقیر نوری کے مرشدِ طریقت سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے پاس جب کوئی ملاقات کو پہنچتا اور اس کی آستین چڑھی ہوتی یا گلے کا بٹن کھلا ہوتا تو اسے فوراً تلقین فرماتے کہ آستین نیچے کرو اور بٹن لگاؤ، بسا اوقات ایسے آدمی کے گلے کے پاس ہاتھ لے جاتے اور اس کے گریبان کو پکڑ کر فرماتے یہ کیا ہے، یہ کیا ہے (یعنی گلا اور سینہ کھلا کیوں ہے)۔حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان کو راقم نے دیکھا ہے کہ جب کسی کو آستین چڑھائے دیکھتے تو سختی سے منع فرماتے ہوئے کہتے کہ کیا تم پہلوانی کرنے جا رہے ہو کہ آستین چڑھا رکھی ہے،

اس قدر تمہید کے بعد اب دیکھئے کہ شبیہِ مفتی اعظم حضور امینِ شریعت اپنے شیخِ طریقت حضرت مفتیِ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی سنت پر عمل پیرا ہو کر کس طرح احکام شرعیہ کی تبلیغ کرتے ہیں، اختر حسین رضوی جمشید پور فرماتے ہیں:

’’جب میں حضور امینِ شریعت سے مرید ہونے ان کی بارگاہ میں پہونچا تو اس وقت میری آستین اوپر چڑھی ہوئی تھی اور گلے کا بٹن کھلا ہوا تھا، حضرت نے بیعت میں لینے سے قبل فرمایا، آستین نیچے کرو اور گلے کا بٹن لگاؤ، اس وقت میری داڑھی کا جغرافیہ بھی عجیب تھا، اس لیے حضرت نے میرے نیچے والے ہونٹ کے حصے پر اپنا دست اقدس رکھتے ہوئے فرمایا یہ بھی داڑھی میں شامل ہے، اسے مت منڈواؤ، اسے باقی رکھو‘‘۔

آپ شبیہِ مفتیِ اعظم ہیں

امینِ شریعت صورت و سیرت میں سیدی مرشدی

حضور مفتیِ اعظم قدس سرہ کے شبیہِ اور مظہرِ کامل تھے، ظاہری وضع قطع اور شکل و صورت کے حوالے سے کئی احباب کی زبانی یہ تبصرہ قوت سامعہ سے بار ہا ٹکرایا کہ آپ شبیہِ مفتیِ اعظم ہیں، اور گدائے نوری راقم الحروف نے بھی آپ کے روے زیبا، جسم کی ساخت اور رفتار و گفتار کو بار ہا دیکھا تو یہی محسوس ہوا، اور سیرت میں مظہرِ اتم ہونے کا تو پوچھنا ہی کیا ہے؟ شریعت وسنت کی اتباع میں آپ اسی طرح تیز گام تھے جس طرح شبیہِ غوث اعظم سیدنا حضور مفتیِ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان تھے، یہی وجہ ہے کہ اس قحط الرجال دور میں تقویٰ و ورع کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھے، حرص وطمع سے دور رہنا، نذرانے کے لفافے پر نظر نہ رکھنا، بلاضرورت کسی انسان سے مدد نہ لینا، اپنا کام خود سے کرنا، کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرنا، امرا اور اغنیا کے دروازے کو نہ کھٹکھٹانا، غریبوں کی امداد کرنا، فریادیوں کی فریادرسی کرنا، کسی سائل کو محروم نہ کرنا، جود وسخا کا بہترین نمونہ پیش کرنا، مہمان نوازی کرنا، گم گشتگانِ راہ کی راہنمائی کرنا، کسی مقدمہ کے فیصلے کے دوران فریقین میں سے کسی کا تحفہ قبول نہ کرنا، بحثیت قاضی کہیں فیصلہ کے لیے جانے کی نوبت آئی تو کسی فریق کے یہاں قیام نہ کرنا اور نہ ہی کسی ایک فریق کا پانی تک قبول کرنا، آپ کے یہ وہ خصائل حمیدہ ہیں، جو آپ کے کامل متقی ہونے کی غمازی کرتے نظر آرہے ہیں، یہ بلند و بالا اوصاف رسول اکرم ﷺ کی سنتیں ہیں، جن پر حضور مفتیِ اعظم قدس سرہ نے چل کر دکھایا اور شبیہِ مفتی اعظم نے انہیں برضا و رغبت اپنایا، فضلِ مولیٰ تعالیٰ سے طبیعت اخاذ پائی تھی، قرآن وحدیث اور فقہ پڑھ کر اور اپنے

مرشدِ برحق کی اعمال صالحہ سے مزین زندگی کا صبح و شام مطالعہ کر کے شریعتِ اسلامیہ کے فرائض وواجبات اور سنن ومستحبات کی اتباع و پابندی کو اپنی فطرت ثانیہ بنالی۔ حرام قطعی، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی، اور خلاف اولیٰ سے دور ونفور رہنے کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیا،، دیکھئے حضور مفتی اعظم ہند کے عکس جمیل ہونے کی حیثیت سے حضور امینِ شریعت ناپاک چیزوں سے کتنی نفرت کرتے ہیں۔

۱۵/شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۴/جون ۲۰۱۴ء محبِّ گرامی مولانا قاری جمال انور رضوی مہتمم مدرسہ جمیلیہ رضویہ کلیر، ضلع ارول (بہار) کوربا (چھتیس گڑھ) سے ایک جلسہ میں خطاب فرمانے کے بعد راقم السطور سے ملاقات کے لیے فیض العلوم تشریف لائے، راقم کی گزارش پر موصوف نے حضور امینِ شریعت کے حوالے سے درج ذیل سطور تحریر فرما کر راقم کو شاملِ مضمون کرنے کی اجازت دی۔

مفتیِ اعظم کے تقویٰ کا عکس جمیل

’’سرکار مفتیِ اعظم کی عادت مبارکہ تھی کہ راہ چلتے بھی جب کسی کفری چیز پر نظر پڑ جاتی، مثلاً کسی مندر یا بت پر نظر پڑ جاتی تو فوراً زبان مبارک پر یہ کلمات جاری ہو جاتے، **اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ الھًا واحدًا لا نعبد الا ایاہ (ھکذا سمعت شیخی و استاذی الکریم المحدّث الکبیر)**

ایک مرتبہ ہم حضور امین شریعت کے ساتھ رائے پور سے ڈونگر گڑھ جا رہے تھے، جو گاڑی ہمیں لینے آئی تھی وہ ایک غیر مسلم کی تھی، گاڑی میں سامنے چھوٹا سا بت رکھا ہوا تھا، جیسا کہ ہنود کی عادت ہے، حضرت کو گاڑی میں سامنے ہی بٹھایا

گیا، میں نے خود دیکھا کہ حضرت مسلسل کئی گھنٹے سفر میں ترچھے ہوکر کھڑکی کی طرف رخ کئے بیٹھے رہے اور ایک لمحہ کے لیے بھی دائیں طرف رخ نہ کیا اور لگاتار اس بُت سے نفرت کا اظہار فرماتے رہے‘‘۔

آپ شبیہِ مفتیِ اعظم کیونکر شبیہِ غوث اعظم تاجدارِ اہلسنت حضور مفتیِ اعظم نوری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ہمیشہ حضور امینِ شریعت پر توجہِ خاص رکھی، بچپن سے آپ کی دینی وروحانی تربیت فرمائی، اپنی ارادت میں لے کر اور خلافت و اجازت سے نواز کر ایسا صاحبِ کمال بنا دیا کہ علم وعمل، تقویٰ و ورع اور ولایت وبزرگی میں ممتاز اور اپنے اقران پر فائق ہو گئے۔

سنا ہے کہ اتباعِ شریعت وسنت کے حوالے سے جب کوئی مرید کامل طور سے اپنے شیخ کامل کا متبع ہو جاتا ہے اور تصور شیخ کرتے کرتے اتباع میں کمال کو پہنچ کر فنا فی الشیخ ہو جاتا ہے تو پیر ومرشد کا رنگ اس پر چڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ چہرے پر بھی اس کے رنگ کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں، اور مرید صادق ہو بہو پیر ہی کی طرح نظر آتا ہے۔ راقم الحروف کا مشاہدہ ہے اور علمائے وقت میں سے جن بزرگوں نے سرکار مفتی اعظم کا جلوۂ جہاں آرا دیکھا ہے وہ آپ کے چاند سے مکھڑے کو دیکھنے کے بعد بے ساختہ پکار اٹھتے تھے کہ یہ تو مفتی اعظم ہند کا نورانی چہرہ ہے، حضرت مفتی اعظم کو دیکھنا ہے تو حضور امین شریعت کو دیکھ لو، رفتار وگفتار میں بھی مفتی اعظم کے عکس جمیل ہیں۔

سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے ایک مرید باصفا اور خلیفۂ مجاز

مولانا عبدالحمید افریقی ہیں ۔ یہ ایک عرصہ تک سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے خادم رہے ہیں، ساؤتھ افریقہ کے باشندہ ہونے کے باوجود گورے اور خوبصورت ہیں، تقریباً ہر سال ساؤتھ افریقہ سے اعلیٰ حضرت اور اپنے پیر ومرشد سرکار مفتیِ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی محبت میں عرس اعلیٰ حضرت کے موقع سے بریلی شریف تشریف لاتے ہیں، کئی بار راقم الحروف سے بھی موصوف کی ملاقات ہے، موصوف کی نوازش وعنایت اور خردنوازی کہ کئی سال پہلے عرس اعلیٰ حضرت ہی کے موقع پر فقیر راقم السطور کو سلسلۂ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا اور ایک خاص مقصد کے حصول کے لیے دو نقوش عطا فرمائے اور ان کی اجازت بھی دی، موصوف کے حوالے سے راقم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ

''ایک بار آپ ساؤتھ افریقہ سے کسی غرض سے رائے پور پہنچے، جب آپ سرکار مفتی اعظم کی صحبتِ بافیض میں بریلی شریف میں مقیم تھے تو حضور امینِ شریعت سے برابر ملاقات رہی، مگر ساؤتھ افریقہ واپس ہونے کے بعد آپ کی زیارت کئے ہوئے عرصہ ہوگیا تھا، لیکن جب معلوم ہوا کہ حضور امین شریعت یہیں چھتیس گڑھ میں تشریف فرما ہیں تو ملاقات اور دیدار کا شوق ہوا اور زیارت کے لیے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، اس وقت مولانا اشرف رضا رضوی حضرت کے دولت کدہ پر موجود تھے، ان کا بیان ہے کہ '' جیسے ہی حضور امین شریعت اپنے حجرۂ شریف سے باہر تشریف لائے اور مولانا عبدالحمید افریقی صاحب کی آپ کے چہرۂ انور پر نگاہ پڑی تو برجستہ کہا: مفتی اعظم کو دیکھنا ہے تو امینِ شریعت کو دیکھ لو، اور اپنے

پیر و مرشد کی یاد میں ان کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں، پھر مولانا عبد الحمید افریقی صاحب نے حضور مفتیِ اعظم کی لکھی ہوئی نعت پاک حضرت کی بارگاہ میں پیش کی''۔

مفتیِ اعظم کی آپ پر نظرِ عنایت

تاجدار ولایت مفتی اعظم قدس سرہ نے آپ پر ہمیشہ نظر عنایت رکھی اور پیار و شفقت کے ساتھ آپ کی تربیت فرما کر ولایت کی راہ طے کرائی، آپ کے بچپن میں مفتی اعظم کے پیار و شفقت کا ایک واقعہ خود آپ کی زبانی ملاحظہ کیجیے، آپ رقمطراز ہیں،

''بھتیجا ہے، سگا بھتیجا نہیں، مگر حضرت (مفتی اعظم) کی شفقت و محبت کہ سگے بھتیجوں سے زیادہ چاہتے تھے، بلکہ اپنا بچہ سمجھتے تھے، میرا زمانۂ طالب علمی تھا، لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ عید کی نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے تو مجھے اپنے ہمراہ عیدگاہ لے گئے تھے، چلتے وقت فرمایا کہ گھر میں سے ایک عمامہ لے لو، میں نے حضرت ہی کا عمامہ لے لیا اور ساتھ چلا گیا، عیدگاہ پہنچنے پر جب نماز کا وقت قریب آیا تو فرمایا: کھڑے ہو جاؤ، میں کھڑا ہو گیا، حضرت خود اٹھے تو سارا مجمع کھڑا ہو گیا، میرے سر پر عمامہ باندھنے لگے، اسی دوران ایک صاحب نے جو مجھ سے واقف نہ تھے، حضرت سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو حضرت نے بکمال شفقت فرمایا: آپ نہیں جانتے یہ میرا بچہ ہے، پھر والد صاحب قبلہ کا نام لے کر فرمایا کہ ان کا لڑکا ہے، (استقامت کانپور، ص ۳۴۵۔ مضمون مفتی اعظم ہند منفرد شخصیت)

مفتیِ اعظم آپ کو ''ولدِ عزیز'' سے یاد فرماتے

پیار و محبت کے ساتھ

تربیت کا نرالا انداز یہ ہے کہ حضور مفتیِ اعظم نے آپ کو بارہا اپنی صحبت بافیض میں رکھا۔اور ''ولد عزیز'' یعنی پیارا بچہ فرمایا کرتے تھے، بلکہ خلافت واجازت سے نوازتے وقت خلافت نامہ میں آپ کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ ''الولد العزیز'' تحریر فرمایا۔حضور امین شریعت خود تحریر فرماتے ہیں۔

''حضرت نے مجھ ناچیز کو بھی شرف خلافت سے نوازا ہے اور سند خلافت عطا فرماتے وقت میرا نام لکھنے سے پہلے اس میں بھی اپنے دست کرم سے ''الولد العزیز'' لکھا ہے، جس کے معنی ہیں ''پیارا بچہ''۔افسوس کہ ہمیں وہ بچہ کہنے والے نہ رہے اور زندگی بے لطف ہو کر رہ گئی، زندگی کا سارا مزہ جاتا رہا''۔(مرجع سابق)

مفتی اعظم سے آپ کی محبت

ایک طرف آپ پر حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی شفقت ونوازش تھی، کہ وقتاً فوقتاً علوم ومعارف کے اسباق آپ کو پڑھاتے تھے۔آپ کے بچپن ہی میں علیٰ رؤس الاشہاد عیدگاہ کے وسیع وعریض میدان میں آپ کے سر پر عمامہ شریف باندھا، اپنی ارادت میں لیا، ایک ساعت سعید میں سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔اور معلوم نہیں کیا کیا دیا اور آپ نے ان سے کیا کیا لیا۔تو دوسری طرف سرکار مفتیِ اعظم سے آپ کی محبت ولگاؤ کا معاملہ یہ ہے کہ جب بھی سرکار مفتی اعظم کا ذکر جمیل آپ کی بارگاہ میں چھڑ جاتا تھا تو آپ کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی تھیں۔اپنے پیر ومرشد اور مربی کا ذکر از خود بار بار کرتے تھے، چنانچہ ان کے وصال کے بعد آپ نے ان کی سوانح حیات پر دو مضمون لکھے، ایک کا موضوع ہے، ''مفتیِ اعظم ہند

منفرد شخصیت''۔ یہ ۱۹۸۳ء میں استقامت کانپور کے مفتی اعظم نمبر میں چھپا، دوسرے کا موضوع ہے''ماہ محرم الحرام اور مفتیِ اعظم''، یہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے مفتیِ اعظم نمبر میں ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا۔

آپ کے مفتیِ اعظم سے قلبی لگاؤ اور عشق ومحبت کی واضح دلیل یہ بھی ہے کہ جب مفتیِ اعظم سفرِ حج وزیارت سے واپس ہوئے تو بطورِ تہنیت ان کی شان میں ایک وقیع منقبت پیش کی، جس کا مطلع ہے ؂

مبارک رخصت ہو کے مصطفیٰ سے مصطفیٰ آئے
خدا کا شکر ہے کعبے سے مہمانِ خدا آئے

زیارتِ رسولِ اکرم سے شرف یابی مولانا غلام غوث فیضی مدھو پوری نے راقم السطور فقیر نوری سے بیان کیا کہ غالباً ۱۹۹۸ء کی بات ہے، میں دارالعلوم غوثیہ نظامیہ ذاکر نگر جمشید پور میں زیرِ تعلیم تھا۔ حضور امین شریعت دامت برکاتھم العالیہ ایک صاحب کے یہاں مدعو تھے۔ حضرت مولانا قاری فضل حق رضوی کی دعوت پر حضرت مذکورہ دارالعلوم میں بھی تشریف لائے، میں نے وہیں حضرت سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ حضرت کی آمد پر قاری صاحب نے طلبہ کو جمع کر کے ایک محفل کا انعقاد کیا۔ جس میں حضور امینِ شریعت کا خطاب نایاب ہوا، حضرت نے اپنے خطاب کے دوران رسولِ اکرم ﷺ کے فیوض وبرکات اور نوازشات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا''کہ حج کے دوران ایک بار میں راستہ بھول گیا۔ اور قافلہ سے بچھڑ گیا، جس کے سبب گھبراہٹ لاحق ہوئی، پھر نیند آ گئی، پھر کیا تھا، میری قسمت بیدار ہوگئی،

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اپنی زیارتِ پرانوار سے شرف یاب فرمایا، پھر فرمایا سبطین کیوں گھبراتے ہو؟ چلو میں راستہ بتاتا ہوں۔ پھر راستے کی نشاندہی فرمائی، انہیں خطوط پر میں چلا اور قافلہ کو پالیا۔ اس کے بعد اپنی منزل تک پہنچ گیا"۔

مفتیِ اعظم کے تعویذ کی قدردانی

حضور امینِ شریعت، غوثِ زمن حضور مفتیِ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے رسمی مرید و خلیفہ نہیں تھے، بلکہ فنا فی الشیخ تھے، ان پر خود کو نثار کرنے والے، ان کے ہر حکم پر گردن جھکانے والے، ان سے ہر منسوب چیز کی قدر کرنے والے، ہر مجلس میں ان کے ذکر سے مشامِ جان کو معطر کرنے والے، ان کے فیوض و برکات کا چرچا کرنے والے اور ان کے ذکر کا ساز بج جائے تو نہایت عقیدت و محبت کے ساتھ سماعت فرمانے والے تھے۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب پہلی بار مدرسہ فیض العلوم جمشید پور میں آپ کی تشریف آوری ہوئی تو غسل فرماتے وقت اپنے بازو سے تعویذ اتارا اور ایک اچھی جگہ پر اسے رکھ دیا بعدہٗ غسل فرمایا، مگر ہوا یہ کہ تعویذ غسل خانہ ہی کے پاس چھوٹ گیا اور آپ اپنی قیام گاہ پر تشریف لے آئے، بعد میں خیال آیا کہ تعویذ تو وہیں رہ گیا ہے، پھر کیا تھا، بے چین و مضطرب ہوگئے، ارشاد فرمایا کہ فلاں جگہ میرا تعویذ ہے، لے آؤ۔ وہ سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کا عطا کردہ تعویذ ہے۔ الحمد للہ! وہ تعویذ مل گیا اور آپ نے پھر سے اسے اپنے بازو پر باندھ لیا۔

چونکہ سرکار مفتی اعظم چوٹی کے عالم باعمل، متقی و پرہیزگار اور صاحب کرامات ولی تھے، ان کی زبان و قلم میں غضب کی تاثیر تھی، فضل الٰہی سے ان کا

تعویذ نہایت مؤثر ہوا کرتا، اس سے روزیوں میں برکت، بیماریوں سے شفا، آسیب وسحر سے نجات مل جاتی تھی، اس لیے ہر شخص ان کے دیئے ہوئے تعویذ کو تریاق، تیر بہدف اور اکسیر اعظم سمجھتا اور اس کی طرف لپکتا تھا۔ ان لپکنے والوں اور اپنے شیخ و مربی سے غایت درجہ عشق و محبت رکھنے والوں میں حضرت ممدوح بھی تھے، تو اگر زندگی بھر ان کے عطا کردہ تعویذ کو اپنے گلے کا ہار سمجھیں اور اسے حرزِ جان و ایمان تصور کریں تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ جب کہ حضرت صرف مرید نہیں بلکہ حضرت شیخ کی مراد بھی تھے۔

آپ کے اسمِ گرامی کے برکات

۵؍رجب المرجب ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۶؍مئی ۲۰۱۳ء حضرت کے مرید محبّ گرامی الحاج محمد اختر رضوی صاحب جواہر نگر راقم السطور سے ملاقات کے لیے تشریف لائے اور پیر طریقت کے حوالے سے درجِ ذیل واقعات راقم سے بیان کیے۔ انہوں نے فرمایا کہ: آزاد نگر میں ایک صاحب کے یہاں حضور امینِ شریعت تشریف لائے ہوئے تھے، میں ان ہی کے گھر ۱۹۹۵ء میں ان سے مرید ہوا، بیعت و ارادت کے بعد حضرت کی بہت سی نوازشات وکرامات میں نے اپنے سر کی آنکھوں سے ملاحظہ کیں، جو درج ذیل ہیں۔

(۱) ایک دن حضرت مولانا مبین الہدیٰ نوری علیہ الرحمہ جواہر نگر سے ملاقات کے لیے ان کے دولت کدہ پہ پہنچا، بعد سلام و مصافحہ حضرت نے فرمایا، کہ ابھی ابھی میں نے آپ کے پیر و مرشد علامہ سبطین رضا صاحب کا مکتوب ایک جگہ رکھ دیا ہے، جو کبھی میرے نام آیا تھا، میں نے دریافت کیا کہاں رکھا ہے؟ فرمایا:

فلاں جگہ، میں نے اسے کسی طرح حاصل کرلیا اور حضرت کے دستخط کے حصے کو اپنے ہونٹوں اور آنکھوں سے لگایا پھر اپنی جیب میں حفاظت سے رکھ لیا، اس کے چند دن کے بعد میرے پیر بھائی الحاج معین الدین رضوی صاحب (پھل والے) جواہر نگر جمشید پور کی اہلیہ محترمہ مانگو پل کے پاس ایکسیڈینٹ سے دوچار ہوگئیں اور سر کے پیچھے حصے میں سخت چوٹ آنے کے سبب بے ہوش ہوگئیں، اس کے بعد ٹاٹا مین ہاسپٹل میں انہیں داخل کیا گیا، تین دن سے وہ بے ہوش پڑی ہوئی تھیں، کوئی علاج کام نہیں کررہا تھا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ ہم نے اپنے طور پر تو علاج کر دیا ہے، اب آپ لوگ اپنے مالک سے شفا کی بھیک مانگیئے، تب ہی ہوش میں آئے گی، ایک دن عیادت کی غرض سے میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ واقعی بے ہوش ہیں اور معین بھائی اور موجودین پریشان و مایوس ہیں، چہرے مرجھائے ہوئے ہیں، میں نے کہا کہ تھوڑا پانی لائیے، میں نے پانی منگوا کر اپنے پیر و مرشد کے اسی دستخط کے کاغذ کو پانی میں ڈبویا اور کہا: یا اللہ! میرے پاس کچھ نہیں ہے، شفا تو ہی دینے والا ہے اور اے میرے پیر و مرشد حکمِ الٰہی سے کرم فرمایئے کہ آپ کے نام و دستخط کے صدقے اس مریضہ کو صحت کاملہ مل جائے، میں نے وہ پانی بڑھایا، حاجی معین صاحب نے مریضہ کے ہونٹ سے اسے لگایا، اس نے فوراً آنکھ کھول دی اور کہا کہ مجھے ایسے نہیں چمچہ سے پلایئے، اس کے بعد وہ بالکل ٹھیک ہوگئیں۔ حاجی معین صاحب کہنے لگے کہ آخر کون سی ایسی چیز تھی جو فوراً کام کرگئی، میں نے کہا کچھ نہیں، حضرت پیر و مرشد کے لکھے ہوئے نام کو پانی میں گھول کر دیا ہے۔

(۲)۔ نامِ نامی کی دوسری برکت حضرت کے اس دستخط کا ایک بار یہ

کمال بھی دیکھا کہ میری ملازمت ٹاٹا مین ہاسپٹل جمشید پور میں تھی، ایک دن ڈیوٹی سے فارغ ہو کر گھر پہنچا تو دیکھا کہ میری نواسی ناہید فردوس سخت بیمار ہے، اس کی آنکھیں دیگر گوں ہو چکی ہیں، چہرہ بگڑا ہوا ہے، شرارت پر تلی ہوئی ہے کہ گھر کی چیزوں کو توڑ پھوڑ رہی ہے، سب لوگ میرے آنے کے انتظار میں ہیں، میں نے اپنی اہلیہ سے دریافت کیا کہ ایسا کیوں کر ہوا؟ تو اس نے جواب دیا کہ آج صبح سے ہی اس کا حال خراب ہے اور سب چیزوں کو توڑ پھوڑ کر رہی ہے، میں تھوڑی دیر کے لیے سوچ میں پڑ گیا پھر کہا کہ تم لوگ مت گھبراؤ، ابھی تدبیر کرتا ہوں، حضرت کے اسی دستخط کو لیا اور پانی میں گھول کر پلا دیا، پلانا تھا کہ بالکل ٹھیک ہوگئی اور الحمدللہ اس کے بعد اب تک ٹھیک ہے۔

۳۔ اسم گرامی کی تیسری برکت اسی طرح ایک بار اس دستخط کی خوبی

اس طرح ظاہر ہوئی کہ ایک دن میرے چھوٹے ابا جناب غلام محمد مصطفیٰ مرحوم کے پوتے ''محمد حسنات'' کی طبیعت سخت علیل ہوگئی، کمر سے نیچے اس کے پاؤں سن ہو گئے، اس کا چلنا پھرنا دوبھر ہو گیا، میں اس دن ڈیوٹی پر تھا، چھوٹے ابو میری واپسی کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے، جب میں گھر آیا تو انہوں نے سارا ماجرا سنایا، میں نے حضرت کے اسی دستخط والے نام کی تحریر کو پانی میں رکھا اور پلا دیا۔ پلانا تھا کہ وہ بالکل ٹھیک ہو گیا اور چلنے پھرنے لگا، اور الحمدللہ! اب تک یہ بھی تندرست ہے۔

حضرت کے نام سے ایک جن کا بھاگنا الحاج اختر حسین رضوی جمشید پور

نے ایک مجلس میں راقم السطور سے بیان کیا کہ حضرت کی بار بار زیارت کا مجھے شرف ملا ہے۔

۱۴ / مئی ۲۰۱۳ ء بروز منگل حضرت کے یہاں کانکیر شریف چھتیس گڑھ پہنچا، غرض تو زیارت اور دعا تھی، مگر ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میری لڑکی طلعت جہاں کی شادی نواڑیہہ، اورنگ آباد میں ہوئی ہے، چند دن قبل اس کے دیور کی شادی تھی، اس موقع سے میری لڑکی کے اوپر جن سوار ہوگیا اور خوب سوال و جواب شروع کر دیا اب کسی طرح بھاگنے کو تیار نہیں ہے۔ میرے ساتھ بھی بحث و مباحثہ شروع کر دیا، آخر میں میں نے اس سے کہا کہ میرے پیر و مرشد کو جانتے ہو؟ اب میں ان کا بتایا ہوا عمل شروع کرنے والا ہوں، ان کا حکم ہے کہ ایسے وقت میں یہ عمل کرنا ہے، اس کے بعد جو پریشانی تمہیں لاحق ہوگی وہ تم ہی محسوس کروگے، اتنا کہنا تھا کہ وہ فوراً فرار ہوگیا۔

اس واقعہ کے بعد میں نے سوچا کہ اب حضرتِ مرشد کی بارگاہ عالی میں حاضری دینی چاہئیے، چنانچہ مذکورہ تاریخ کو آپ کی بارگاہ میں کانکیر شریف پہنچا۔ بعدِ ملاقات و دست بوسی میں نے سارا ماجرا سنا دیا، اور عرض کیا کہ حضور دعا فرمادیں کہ پھر کبھی یہ دشمن نہ آئے، تو حضرت نے پانی دم کر کے دیا اور فرمایا کہ آپ کی بچی طلعت جہاں اسے اپنے چہرے پر چھڑکا کرے اور صبح و شام پی لیا کرے، الحمد للہ! میری لڑکی اب بالکل ٹھیک ہے۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ مولانا عابد حسین کو آپ جانتے ہیں؟ میں نے جواب دیا، ہاں حضور! فرمایا: ان سے میرا اسلام کہئے گا۔

دشمن کو بھگانے کے تعلق سے ایک عمل کی تعلیم

الحاج اختر حسین رضوی فرماتے ہیں کہ حضور امین شریعت قبلہ نے بریلی شریف کی ایک ملاقات کے وقت ایک بار ارشاد فرمایا کہ جب آپ پر کوئی دشمن حملہ کرے یا پریشان کرے تو ''شَاهَتِ الْوُجُوْهُ'' ایک بار پڑھ کر دشمن کے چہرے کی طرف پھونک مارو (مطلب یہ ہے کہ اس عمل سے دشمن کنارے ہو جائے گا اور تم اس کے شر سے بچ جاؤ گے)۔

ایک قرآنی وظیفے کی برکت اور پیرومرشد کی کرامت

قرآن مقدس کی ایک آیت کریمہ ہے ''وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ'' کوئی آدمی سخت سے سخت بیمار ہو یا کہیں پر درد و تکلیف ہو تو تکلیف کے مقام پر آیت مذکورہ کو بے شمار بار پڑھے اور دم کرے، اس طرح تین بار کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تکلیف دور ہو جائے گی، کبھی کبھی چند دن یہ عمل کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس عمل کو کچھ اضافے کے ساتھ ستّر بار پڑھنے کو مجموعۂ اعمال رضا میں بھی لکھا ہے، اور حضور امین شریعت نے یہاں دھتکیڈ یہہ کے اپنے ایک مرید جناب نسیم احمد صاحب یا ان کی اہلیہ کو بے شمار بار پڑھنے کی اجازت دی تھی، مدرسہ فیض العلوم کے ناظر دار الاقامہ جناب محمد لقمان بلیاوی صاحب اکثر اس عمل کو اپناتے اور مریض پر دم کرتے ہیں، الحمد للہ! شفا ملتی ہے، اس کا ایک طریقہ اور بھی حضرت امینِ شریعت نے اپنے ایک مرید کو تلقین فرمایا، ملاحظہ ہو، الحاج اختر حسین رضوی کا بیان ہے۔ ''۱۹۹۶ء میں میں سخت بیمار ہو گیا تھا، سر میں کافی درد رہا کرتا تھا، کسی طرح کل نہیں ملتا تھا، ٹاٹا مین ہاسپٹل کے ڈاکٹر نے مجھے ویلور ریفر کر دیا، گھر والے مجھے وہاں لے کر پہنچے، چیک اپ کے بعد

مجھے ڈاکٹر نے کہا کہ آپ کے سر کا بڑا آپریشن کرنا ہوگا، یہ سن کر میں بہت گھبرایا اور باہر نکل کر حضرت پیرومرشد کو ٹیلیفون لگایا، اس وقت حضرت بریلی شریف میں تھے، ٹیلیفون حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے اٹھایا اور فرمایا کہ ابھی حضرت سے بات کراتا ہوں، پھر انھوں نے حضرت سے بات کرائی، میں نے عرض کیا، حضور! میں محمد اختر حسین رضوی جمشید پور، آپ کا مرید بول رہا ہوں، ابھی ویلور آیا ہوا ہوں، یہاں ڈاکٹر نے کہہ دیا ہے کہ تمہارے سر کا آپریشن کرنا ہوگا، اس لیے میں بہت پریشان ہوں، آپ میری صحت وعافیت کے لیے دعا کریں، حضرت نے فرمایا، آپ گھبرائیں نہیں، انشاء اللہ تعالیٰ آپریشن کامیاب ہوگا، اور آپ بالکل ٹھیک ہوجائیں گے، البتہ یہ آیت کریمہ کثرت سے پڑھا کریں، ''وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ'' چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، بے شمار بار پڑھا کریں، حضرت کے حکم کے مطابق میں نے اسے پڑھنا شروع کیا، جب رات میں سویا تو دیکھتا کیا ہوں کہ ایک آدمی میرے پاس آیا، ایک فتیلہ جونس کی شکل کا تھا میری ناک کو پکڑ کر ناک سے نکالا اور باہر پھینک دیا، جب میں نے اسے دیکھا تو خیال گذرا کہ یہ میرے مرشد علامہ سبطین رضا ہوں گے، مگر معاً دل نے اس وہم کو ٹھکراتے ہوئے کہا کہ یہ تمہارے مرشد نہیں ہو سکتے، اس لیے کہ تمہارے مرشد گورے چٹے اور نہایت خوبصورت ہیں، اتنے میں دیکھا کہ سامنے میں اپنے پورے جاہ وجلال کے ساتھ حضرت پیرومرشد جلوہ بار ہیں۔ اس کے بعد نیند کھل گئی، پھر میں نے گھر کے افراد سے کہا کہ اب گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے،، اس لیے کہ حضرتِ شیخ

کی زیارت ہوگئی ہے،اب میں انشاءاللہ الرحمٰن ٹھیک ہو جاؤں گا، آپریشن کامیاب ہوگا۔ بعدہ آپریشن ہوا، اس میں کئی گھنٹے لگ گئے، دماغ سے مواد نکال کر ڈاکٹر نے چیک اپ کے لیے بھیج دیا، چیک اپ کے بعد رپورٹ آئی تو ڈاکٹر نے کہا کہ آپ خوش قسمت ہیں، جس بیماری کا خطرہ لاحق تھا اور جس کے بارے میں آپ کے جمشید پور کے ڈاکٹر نے رپورٹ دی تھی، وہ آپ کو نہیں ہے، اب آپ بالکل ٹھیک ہوگئے۔

دستِ غیب اور روزی کی کشادگی کا عمل

تنگ دستی کو دور کرنے اور رزق کی کشادگی کے لئے ''یَا بَاسِطُ '' کا عمل نہایت مجرب اور معمولات مشائخ کرام میں سے ہے۔ باسط کے معنی ہیں ''کھولنے والا'' ۔اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس کے اس اسم شریف کے ذریعہ یاد کرنے سے وہ روزی کا دروازہ کھول دیتا ہے، اس کے کئی طریقے ہیں۔(۱)''یَا بَاسِطُ یَا اَللّٰہُ'' ہر نماز کے بعد بہتّر (۷۲) بار پڑھا جائے۔(۲)''یَا بَاسِطُ الَّذِیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ''۔ بہتّر (۷۲) بار ہر روز نماز عشا کے بعد پڑھا جائے۔(۳)''یَا بَاسِطُ فَرِّجْ'۔ بعد نماز مغرب ایک ہزار (۱۰۰۰) بار پڑھا جائے۔فقیر نوری کے شیخ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کا شجرہ شریف جو ان کے دست اقدس سے ملا اس میں صرف ''یَا بَاسِطُ '' بہتّر بار ہر نماز کے بعد پڑھنے کو لکھا ہے، ہر ایک ترکیب میں اول وآخر درود شریف۔

حضور امینِ شریعت نے اول الذکر طریقہ اپنے کئی عقیدت مندوں کو

اپنانے کے لئے ارشاد فرمایا ہے، چنانچہ الحاج اختر رضوی فرماتے ہیں:

۲۰۱۱ء میں جب میں حضرت سے ملاقات کے لئے رائے پور پہنچا تو حضرت کے ارد گرد میں اور تقریباً بیس اور عقیدت کیش بیٹھے تھے، اس وقت ایک شخص حاضرِ بارگاہ ہوا اور حضرت سے عرض کیا کہ حضور! میں نہایت تنگدستی میں مبتلا ہوں، دانے دانے کا محتاج ہوں، کوئی ذریعۂ معاش نہیں ہے، کرم کیجئے اور میرے حق میں دعا فرما دیجئے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا، نماز پڑھتے ہو، اس نے جواب دیا انشاءاللہ! آج سے پڑھوں گا، تو حضرت نے فرمایا: ہاں ہر نماز کے بعد ''**یَا بَاسِطُ یَا اَللّٰہُ**'' بہتّر (۷۲) بار پڑھا کرو۔ اول وآخر درود شریف کے ساتھ۔

اس کے بعد اس شخص نے حضرت سے رخصت کی اجازت مانگی تو حضرت نے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے فرمایا، لو۔ اس نے ہاتھ پھیلایا تو ایک ہزار روپے کا ایک نیا نوٹ جیسے آج ہی چھپا ہو، اس کے ہاتھ میں دیا، وہ آدمی اسے لے کر خوشی خوشی چلا گیا۔ جب کہ اس سے پہلے حضرت سے ہم لوگوں نے مصافحہ کیا، دست بوسی کی، آپ کے ہاتھ میں کچھ نہ تھا، اگر ہوتا تو ہم لوگوں کی نظر ضرور پڑتی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ غیبی مدد ہوئی، اس کے بعد ہم سبھی لوگ آپس میں تذکرہ کرنے لگے کہ یہ حضرت کی کرامت تھی۔

حضرت کی نوازشات خود راقم پر

حضرت جب ربیع الاول شریف کے سالانہ جلسہ میں جمشید پور تشریف لائے تو اس موقع پر محبِّ گرامی مولانا طیب علی رضوی مرحوم سابق شیخ الحدیث مدرسہ فیض العلوم، حضرت دامت برکاتھم العالیہ سے

سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ کی اجازت وخلافت کے متمنی ہوئے۔ حضرت کی دیرینہ عنایات ونوازشات کے مدنظر فقیر نوری نے یہ سوچ لیا کہ حضرت سے اس بابت ضرور سفارش کروں گا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ! حضرت ضرور آبرو رکھیں گے۔ البتہ دل نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے ساتھ اپنے قدیم کرم فرما مولانا عبدالغفار فریدی تیغی صاحب (سابق استاذ مدرسہ فیض العلوم) کو بھی شامل کرلو۔ چنانچہ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کسی طرح ہمت کر کے تمہیدی کلمات کے بعد ان دونوں کے بارے میں گزارش کردی۔ حضرت نے میری باتوں سے مطمئن ہوکر کشادہ دلی اور اپنے کرم وسخا کا اظہار فرمایا اور اس کے لیے راضی ہوگئے۔ پھر فرصت کے وقت ان دونوں کو حضرت کی بارگاہِ عالی میں لے کر خادم حاضر ہوا۔ ان دنوں حضرت کا قیام حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی حویلی والے حجرہ میں تھا، جب ان دونوں کو لے کر حاضر ہوا تو آپ نے ان کو سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا، اس موقع پر خادم نوری کی طرف بھی متوجہ ہوکر فرمایا کہ ”میں نے آپ کو بھی اس سلسلہ کی اجازت وخلافت دی“۔ جب کہ اس فقیر سراپا تقصیر نے اپنے بارے میں کچھ بھی عرض نہیں کیا تھا۔ فقیر نوری آپ کی اس کشادہ دلی اور کرم فرمائی پر بہت مسرور ہوا اور فرحت وانبساط کے اتھاہ سمندر میں غوطہ زن ہو گیا۔ کیونکہ اس فقیر نوری کے لیے یہ نعمتِ غیر مترقبہ تھی، جس کے بارے میں کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ پھر کرم بالائے کرم تو دیکھئے کہ زیادہ دن نہ گزرے کہ سندِ اجازت بھی ارسال فرمادی۔

حقیقت یہ ہے کہ اس فقیر پر منعم حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فضل خاص تھا، جو جواد و کریم رسول اعظم ﷺ کی غلامی کے صدقہ وطفیل حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت وعقیدت اور حضور مفتی اعظم کی بیعت وارادت کا فیضان جاری ہوا۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِ وَ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَجَمِيْعِ مَشَائِخِنَا اَجْمَعِيْنَ۔

قیمتی وظیفہ اور ایک تحفہ

محبِّ گرامی مولانا مجیب الرحمٰن رضوی مصباحی صاحب کی دعوت پر غالباً ۲۰۰۱ء میں طلبہ کا سالانہ امتحان لینے حضرت امینِ شریعت کا قائم کردہ ادارۂ شرعیہ اور دار العلوم انوار مصطفیٰ، مودہا پارہ، رائے پور پہنچا۔ الحمدللہ! میں نے امتحان لیا، وہاں کے طلبہ کو نہایت لائق وفائق پایا، اس وقت طلبہ کافی شوقین، محنتی اور ذی صلاحیت تھے، میں نے محسوس کیا کہ یہاں حضور امین شریعت کا فیضان برس رہا ہے، جس کے سبب تھوڑی ہی مدت میں یہ ادارہ نہایت کامیابی کی منزل طے کر چکا اور عروج وترقی کی شاہراہ پر ہے۔ یہ اندازہ لگاتے دیر نہ ہوئی کہ حضرت، ان کے مریدین اور اراکین مدرسہ نے صرف فلک بوس چمکتی عمارت نہیں بنائی بلکہ چیدہ چیدہ علما، حفاظ اور قراء کو تدریسی خدمات پر مامور کر کے مدرسہ کے تعلیمی نظام کو بھی اعلیٰ سے اعلیٰ کر دیا ہے۔ اس موقع سے بعدِ نمازِ عصر حضور امینِ شریعت اپنی قیام گاہ سے چل کر دار العلوم کے دفتر میں جلوہ بار ہوئے، خادم کو اطلاع دی گئی، حاضر بارگاہ ہوا، اور دست بوسی کی اور ادب سے بیٹھ گیا، حضرت نے شانہ پر ڈالنے والا ایک بڑا سا سفید رومال تحفۃً عنایت فرمایا، جو غالباً مکہ شریف

یا مدینہ شریف کا تحفہ تھا۔ خادم یوں ہی بیٹھا ان کی زیارت اور ہم کلامی سے مشرف ہوتا رہا۔ مجلس میں کئی احباب تھے جن میں دارالعلوم کے صدر المدرسین حضرت مفتی مجیب الرحمٰن رضوی اور گرامی قدر حضرت علامہ محمد خالد علی رضوی شمسی، کلیر، ضلع ارول، (بہار) بھی شامل ہیں، ان سب کی موجودگی میں راقم نے سوال کیا کہ حضرت! معرفت الٰہی کے حصول کے لیے کسی عمل کی تلقین فرمائیں، حضرت نے بطور عاجزی وانکساری فرمایا: میں تلقین کے لائق نہیں ہوں، لیکن میں نے اصرار کرتے ہوئے عرض کیا: حضور! آپ ہماری رہنمائی نہیں فرمائیں گے تو اپنی حاجت لے کر ہم کس کے پاس جائیں گے، اس لیے ضرور بتائیں، تب حضرت نے فرمایا: ''اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ یَا اَللّٰهُ''۔ صبح وشام ایک سو (۱۰۰) بار پڑھ لیا کریں۔

پھر عرض کیا کہ یہاں شام سے مراد بعد نماز عصر ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: بعد نماز مغرب۔

مذکورہ دعا کا ترجمہ یہ ہے:

(اے اللہ! تو اپنی معرفت کے نور سے میرے دل کو روشن ومنور فرما، یا اللہ!)

مذکورہ دعا کی تعداد کے بارے میں غالب گمان یہ ہے کہ سو بار ہی پڑھنے کو فرمایا۔ اور فقیر نوری نے کئی احباب کو اسی تعداد میں پڑھنے کی اجازت دی۔ رضائے مولیٰ تعالیٰ اور معرفتِ الٰہی کے حصول کے لیے یہ بہترین وظیفہ ہے، لہٰذا معرفتِ الٰہی کیلئے طالبین کو اسے ضرور پڑھنا چاہئے تا کہ ان کا دل معرفتِ الٰہی کی

تابشوں سے روشن و تاباں ہو جائے ، باری تعالیٰ اپنے حبیب صاحبِ لولاک ﷺ کے طفیل اجازت دینے والے اوراس کے قارئین کواس کے ثمرات سے حظِّ وافرعطافرمائے۔آمین۔

ایک مرید کے خواب میں تشریف آوری اور بیماری سے شفا

۲۱؍رجب المرجب ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۱؍مئی ۲۰۱۴ء بروز بدھ محبّ گرامی الحاج اختر حسین رضوی، جواہر نگر نے ایک مجلس میں فقیر نوری سے فرمایا کہ

’’حضور امینِ شریعت کے فیض کا ایک بار اس طرح اظہار ہوا کہ ایک مرتبہ میرا چچازاد بھائی آفتاب رضوی، جو حضور قبلہ ہی کا مرید ہے، سخت بیمار ہو گیا، اس کے شکم میں کافی درد رہتا تھا، جو اسے بے چین کیے رہتا، ایک دن میرے پاس آیا اور کہا کہ حضرت پیر صاحب کا فون نمبر دیجئے تا کہ ان کے پاس فون کر کے دعا کرواؤں، میں نے حضرت کے خادم صاحب کا نمبر دیا، اس نے بہت لگایا مگر فون نہ لگا، کل ہو کر صبح میں میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ الحمد للہ! اب میں بالکل ٹھیک ہوں ، رات میں سویا تھا تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت تشریف لائے اور میرے پیٹ کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس سے کچھ کالی چیز نکالی اور اسے باہر پھینک دیا، پھر کیا تھا، اس کے بعد سے میں بالکل صحت یاب ہو گیا ہوں‘‘۔

مرید کی طرف التفات وتوجہ

الحاج اختر حسین رضوی مرحوم نے راقم الحروف کو بتایا کہ

’’۱۹۹۷ء میں جب حضرت معین بھائی کے یہاں تشریف لائے تو دیدار

کی غرض سے حاضر ہوا جب ان کے کمرے میں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت بائیں کروٹ لیٹے ہوئے ہیں اور سامنے کئی مریدین ومعتقدین موجود ہیں۔ میں آپ کے پیچھے کی طرف سے کمرے میں داخل ہوا اور آپ کے سرہانے کی طرف چپکے سے بیٹھ گیا اتنے میں آپ نے کروٹ بدلی، میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھ سے دریافت فرمایا کہ آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ حضرت کی توجہ مجھ پر مبذول ہے اور ہمیشہ میری خیریت کے خواہاں رہتے ہیں''۔

حضرت علامہ کی نظر میں آپ کی وقعت قائدِ اہلسنت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان ہمارے دیگر علما ومشائخ اہلسنت کی طرح بزرگوں سے کافی انسیت رکھتے تھے، وہ ان کا بیحد ادب واحترام بجالاتے تھے،اس معاملے میں آپ کی شخصیت لائق اتباع ہے،کبھی تو راقم نے خود اپنی نظروں سے دیکھا اور بہت سے واقعات سننے کو ملے۔ انجمن فیضان ملت فیض العلوم کی طرف سے دوسری بار جب حضور امینِ شریعت مدعو ہوئے ،تو آپ کی تشریف آوری سے چند دن قبل علامہ موصوف نے ایک مجلس میں راقم الحروف سے دریافت فرمایا کہ حضرت علامہ سبطین رضا صاحب کوکس کمرے میں ٹھہراؤ گے، راقم نے جواب دیا: دوسری منزل کے اس کمرے میں جہاں شمس العلما حضرت مفتی نظام الدین الہ آبادی علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث مدرسہ فیض العلوم رہتے تھے، حضرت علامہ نے فرمایا، ''نہیں ، بلکہ میرے اس کمرے میں ٹھہراؤ، کیونکہ وہ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت پر سرکارِ مدینہ محمد رسول اللہ ﷺ کی

خصوصی نگاہِ عنایت و کرم ہے، اس پر ان کا خاص فیضان ہے، اس لیے حضرت کی خاطر، تواضع اورادب واحترام میں کچھ کمی نہ ہو‘‘۔ چنانچہ حضرت علامہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان کی حویلی سے متصل ان کے حجرہ میں ہی راقم الحروف نے حضرت کے قیام کا انتظام کیا۔

حضور نصیر ملت کی نظر میں وقعت

پیرِ طریقت نصیرِ ملت استاذ گرامی حضرت مولانا نصیر الدین پلاموی صاحب، استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ، ۵؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ۔ مطابق ۷؍مارچ ۲۰۱۴ء شب جمعہ روڈ نمبر ۸ جواہر نگر، جمشید پور میں ایک صاحب کے یہاں تشریف لائے، خادم کو معلوم ہوا تو دو پہر میں ان سے ملاقات کی غرض سے جواہر نگر پہنچا، اس وقت آپ عزیز گرامی مولانا برہان الہدیٰ مصباحی مہتمم مدرسہ گلشن حسین، جواہر نگر، کے دولت کدہ پر جلوہ فرما تھے، کیونکہ حضرت کے کھانے کی دعوت دو پہر میں ان ہی کے یہاں تھی، بعدِ اصرار خادم کو بھی کھانا کھانا پڑا۔ الحمد للہ! کھانا لذیذ اور پر تکلف تھا، دورانِ گفتگو وہاں حضرت نصیر ملت قبلہ دام ظلہ العالی نے فرمایا کہ’’ مجذوب بزرگ کو پہچاننا اور اس کا پتہ لگانا بہت مشکل کام ہے، رائے پور (چھتیس گڑھ) میں ایک مجذوب بزرگ آرام فرما ہیں، ان کی نماز جنازہ حضرت علامہ سبطین رضا قبلہ نے پڑھائی، اس سے سمجھ میں آیا کہ وہ بزرگ عام دیوانہ نہیں بلکہ مجذوب بزرگ اور ولی اللہ تھے کیونکہ حضرت علامہ سبطین رضا قبلہ جید عالمِ دین، متبعِ شریعت، اور صاحبِ کشف و کرامت ولی ہیں‘‘۔

ضمیمہ

مندرجہ ذیل تحریرات کتاب کمپوز ہونے کے بعد موصول ہوئیں، اسے ہم آخر میں ضمیمہ کے طور پر شامل کرتے ہیں۔

محمد فاروق رضوی آزادنگر کے بیانات

محمد فاروق رضوی روڈ نمبر ٦/ای آزادنگر، مانگو، جمشید پور، امینِ شریعت حضرت علامہ سبطین رضا نوری بریلوی کے نہایت عقیدت منداور سچے و پکے مرید ہیں۔ جب حضور امینِ شریعت انجمن فیضانِ ملت دھتکیڈیہہ کی دعوت پر جمشید پور تشریف لائے اسی وقت جناب نسیم احمد رضوی اور توقیر احمد رضوی روڈ نمبر ١/ دھتکیڈیہہ کے گھر میں حضور سے مرید ہوئے۔ موصوف نے ٢٩/ جمادی الاولیٰ ١٤٣٦ھ مطابق ٢١ مارچ ٢٠١٥ء کو ایک مجلس میں راقم الحروف سے درج ذیل واقعات بیان فرمائے۔

پہلا واقعہ ایک اسلامی بہن کے شوہر جناب عبدالعظیم رضوی کا واقعہ یہ ہے کہ وہ ١٣/ سال قبل سخت بیمار ہو گئے تھے۔ ان کا پھیپھڑا خراب ہو گیا تھا، بہت علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ ایک ڈاکٹر نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یہ صرف ایک ہفتہ کے مہمان ہیں۔ جب میں نے ان کی یہ خراب حالت دیکھی تو فون کے ذریعہ اپنے پیرو مرشد حضور امینِ شریعت سے بیعت کرادی۔ پھر حضرت نے ان کے حق میں دعاے صحت فرمائی ، اور فرمایا: ” ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ نہ ہوگا، شفایاب ہو

جائیں گے، گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے‘‘۔ الحمد للہ! سلسلہ میں داخل کرنے اور دعاے صحت کرنے کا فوری طور پر فائدہ ہوا۔ وہ شفا یاب ہو گئے۔ تیرہ سال کا عرصہ گزر چکا، وہ آج بھی باحیات ہیں۔ ۲۰۱۰ء میں حج وزیارت بھی کر کے آگئے۔

دوسرا واقعہ ممبئی سے ایک جوان مظہر بن مقبول نامی میرے پاس تعویذ کے لیے آیا کرتا تھا۔ وہ سخت بیمار رہا کرتا تھا، اس کے سر میں چکر آنے کا مرض تھا۔ راستہ میں چلتے چلتے بے ہوش ہو کر گر جاتا تھا۔ میں نے جب اس کی یہ کیفیت دیکھی تو حضور امینِ شریعت سے ٹیلیفون کے ذریعہ مرید کرا دیا۔ اور ان سے اس کے حق میں دعا بھی کروادی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ اس کا مرض جاتا رہا اور وہ آج بھی تندرست ہے۔ چہرے کو داڑھی سے سجالیا ہے اور پابندِ نماز ہو گیا ہے۔

تیسرا واقعہ ایک غیر مسلم لڑکی جس کا نام مالتی کماری تھا، وہ رانچی کی رہنے والی تھی، اس پر آسیبی حرکت تھی، جس کے سبب وہ بہت پریشان رہا کرتی تھی۔ ۲۰۰۷ء میں وہ میرے پاس تعویذ کے لیے آئی۔ میں نے اسے تعویذ دیا اور کہا کہ یہ وظیفہ پڑھا کرو۔ ان شاء اللہ ٹھیک ہو جاؤ گی۔ وظیفہ یہ ہے۔

’’یا حضور سبطین رضا میری مدد کیجیے۔‘‘ وہ اسے پڑھنے لگی۔ ۴۱؍ دن ہوئے ہوں گے کہ الحمد للہ! اس وظیفے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اسے صحت یاب فرما دیا۔ آسیب نے اس کی جان چھوڑ دی۔ جب اس نے یہ برکت محسوس کی تو مذہبِ اسلام قبول کر لیا۔ الحمد للہ! وہ آج بھی مسلمان ہے۔ مذہبِ اسلام کی آغوش میں آنے کے بعد اس کا نام فلک ناز رکھا۔ اس کی شادی جمشید پور میں ہی

ایک مسلمان لڑکے سے ہوئی، جس کے ساتھ وہ خوشی ومسرت کے ساتھ زندگی بسر کررہی ہے۔

چوتھا واقعہ ایک دوسری غیر مسلم لڑکی جس کا نام تھا، ڈاکٹر نمریتا کماری۔ وہ پرسوڈیہہ، ٹاٹانگر کی رہنے والی تھی۔ جو ایم۔ جی۔ ایم، گورنمنٹ ہاسپٹل، جمشید پور میں ۲۰۱۰ء میں ٹریننگ کررہی تھی، ایک مسلم لڑکے سے اس کی محبت ہوگئی تھی۔ مگر وہ بارہ سال سے دھوکا دے رہا تھا۔ کئی جھاڑ پھونک والے باباؤں اور پنڈتوں کے پاس گئی مگر اسے کامیابی نہ ملی۔ وہ ایک دن ٹرین کے ذریعے جمشید پور سے جھاڑگرام کا سفر کررہی تھی، اسی ٹرین میں جناب شہناز باجی، روڈ نمبر ۶، آزادنگر، جمشید پور سے اس کی ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے اسے میرا پتہ بتا دیا کہ ان سے ملو، ان شاء اللہ! تمہارا کام ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ ایک دن میرے پاس آئی اور اپنی پوری داستان سناتے ہوئے کہنے لگی: اب جھاڑ پھونک کرنے والے سے میرا اعتماد اٹھ چکا ہے۔ بہت لوگوں کے پاس گئی مگر کہیں کام نہ ہوا۔ میں نے اس سے کہا: تم دو وظیفے پڑھو، ان شاء اللہ تمہارا کام بن جائے گا۔ (۱) صبح میں سات سو چھیاسی (۷۸۶) بار بسم اللہ شریف (۲) گیارہ سو (۱۱۰۰) بار "یا سبطین رضا المدد" تین ماہ تک بلا ناغہ پڑھو۔ بامراد ہو جاؤ گی، اس نے اذعان ویقین کے ساتھ یہ اعمال شروع کیے، ابھی مدت پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ ان وظائف کی برکت سے اس کے دل میں مذہبِ اسلام کی محبت رچ بس گئی اور اسلام قبول کرکے پختہ مسلمان بن گئی اور اپنے گھر والوں سے چھپ چھپ کر نماز وروزے ادا کرنے لگی۔ اس نے سب

سے پہلا روزہ دس محرم الحرام کا رکھا، پھر رمضان شریف آیا تو اس کے بھی روزے رکھے، اسی دوران اس مسلم لڑکے سے محبت کے معاملے میں اسے کامیابی بھی مل گئی اور اس کا نکاح بھی ہو گیا، آج وہ اپنے سسرال مخدوم پور میں مسرت وشادمانی کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہے۔

پانچواں واقعہ ۲۰۱۲ء میں، میں (شوکت علی عرف محمد فاروق رضوی)، الحاج مختار صفی رضوی صاحب عرف مسٹر بھائی، بانی ومہتمم مرکزی دارالقرات، ذاکر نگر اور بھائی خورشید رضوی صاحب حضرت سے ملاقات کے لیے رائے پور (چھتیس گڑھ) گئے۔ شرفِ لقا حاصل کرنے کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ کاش حضرتِ مرشد کا موے مبارک مجھے مل جاتا۔ یہ خیال آنا تھا کہ حضرت کے نواسے کے خسر صاحب نے دیکھا کہ حضرت کی داڑھی مبارک کے تین بال شریف جھڑ کر قمیص پر آ گئے ہیں۔ وہ آگے بڑھ کر ان تینوں موے مبارک کو اٹھا کر کاغذ میں رکھنے جا رہے تھے، اتنے میں میں نے ان سے عرض کیا: حضور! یہ موے مبارک مجھے عنایت فرما دیں۔ الحمد للہ! انہوں نے میری گزارش قبول کر لی اور مجھے وہ بال شریف عنایت فرما دیئے۔ پھر میں نے ان میں سے ایک موے مبارک مسٹر بھائی موصوف اور ایک خورشید بھائی کو دیئے اور ایک اپنے پاس رکھ لیا۔ الحمد للہ! آج بھی وہ بحیثیت تبرک میرے پاس موجود ہے۔

چھٹا واقعہ میرے ایک دوست ہیں، جن کا نام ہے سرفراز رضوی۔ یہ آزاد نگر روڈ نمبر ۶۔ ای میں عمران سبحانی صاحب کے گھر میں کرایہ پر رہتے تھے۔ یہ جناب

ایک دن میرے گھر کے زینے پر آ کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ان کے منھ سے بہت خون نکل رہا تھا اور ایسا لگ رہا تھا کہ اب یہ اس دارِ فانی سے کوچ کر جائیں گے۔میرے بڑے بھائی نورالحق صاحب نے انہیں اٹھا کر اپنے گھر کے اندر لا کر رکھ دیا اور میرا انتظار کرنے لگے۔تھوڑی دیر کے بعد جب میں گھر پہنچا تو ان کی حالتِ غیر دیکھ کر کچھ پڑھا اور ان پر دم کیا۔جب کچھ افاقہ ہوا تو میں نے انہیں حضرت سے بیعت کرا دی۔اس کی برکت سے وہ بالکل صحت یاب ہو گئے اور الحمد للہ! وہ آج بھی تندرست ہیں، چہرے کو داڑھی سے سجا لیا ہے اور پابندِ نماز ہو چکے ہیں۔

نوٹ:۔ میں کافی دن سے تعویذات اور آسیب وسحر کے حاضرات والے مشغلے سے جڑا ہوں۔مریض پر مسلط جن میں سے کچھ جن کو بھگانا چاہا تو انہوں نے مجھ سے کہا: اے فاروق! میں تو تجھے چٹکی سے مسل کر برباد کر دیتا، مگر تم وقت کے عظیم بزرگ علامہ سبطین رضا کے مرید ہو، اس لیے میرا تم پر بس نہیں چلتا ہے۔

عزیزم محمد فاروق رضوی سلمہ ولد الحاج فضل الحق صاحب نے ایک مجلس میں راقم الحروف سے یہ بھی بیان کیا کہ جمعہ کے روز میں، الحاج جناب مختار صفی رضوی صاحب عرف مسٹر بھائی، قاری مشتاق احمد اور مظاہر بھائی آزاد نگر، امینِ شریعت حضرت علامہ سبطین رضا قبلہ سے ملاقات کے لیے رائے پور (چھتیس گڑھ) گئے۔حضرت کی معیت میں ہم لوگوں نے نمازِ عصر پڑھی۔بعدِ نمازِ عصر مصافحہ کرنے والوں کا تانتا لگ گیا۔مسٹر بھائی نے سوچا کہ جلد مصافحہ ہو جاتا تو

اچھا ہوتا۔ اتنا سوچنا تھا کہ حضرت نے سب سے مصافحہ کا سلسلہ منقطع کر کے مسٹر بھائی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ بڑھا دیئے اور مصافحہ کیا۔ پھر مرید ہونے کا وقت آیا تو مسٹر بھائی کے دل میں یہ تردد تھا کہ ان سے مرید ہوؤں یا نہیں؟۔ اور راستہ میں مجھ سے کہا بھی تھا کہ میں زیارت کے لیے جا رہا ہوں، تم مرید ہونے کے لئے ضدمت کرنا۔ مگر حضور کی زیارت اور ان سے مصافحہ کے بعد یہ ٹھان لیا کہ ان سے ضرور مرید ہو جانا ہے۔ پھر حضرت سے عرض کیا کہ حضور! آپ سے مرید ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں، آپ کسی جوان پیر کو تلاش کیجئے اور ان سے مرید ہو جایئے۔ مسٹر بھائی نے کہا کہ حضور! میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ آپ سے ہی مرید ہونا ہے۔ تب حضرت نے فرمایا کہ جب آپ نے تہیہ کر لیا ہے تو مرید کر لیتا ہوں، چنانچہ اپنے دامن میں لے لیا۔

مکرمی حافظ اسرار احمد رضوی صاحب ،صدر فاروقی مسجد ،فاروقی نگر (شاستری نگر)، جمشید پور نے بھی مذکورہ باتوں میں سے کچھ کا ذکر راقم الحروف سے ایک مجلس میں کیا اور مزید فرمایا کہ حضرت کی ان باتوں سے مسٹر بھائی بہت متأثر ہوئے۔

جناب محمد خلیل قادری رضوی صاحب کے بیانات

نورانی مسجد، دندا شاہی ، چکردھر پور ،مغربی سنگھ بھوم (جھارکھنڈ) کے سابق امام مولانا سعود انور رضوی فیضی کی قیادت میں نورانی مسجد کمیٹی اور مسلم پنچایت چکردھر پور کے عہدیداران اور عمائدین محلّہ نے غالباً ۲۰۰۰ء میں ایک

عظیم الشان کانفرنس منعقد کی تھی اور حضور امینِ شریعت کو پیرِ طریقت کی حیثیت سے خصوصی طور پر مدعو کیا تھا۔ خطیب کی حیثیت سے راقم الحروف بھی مدعو تھا، اسی موقع سے محبِّ گرامی جناب محمد خلیل قادری رضوی فلیٹ نمبر ۴۰۷ مغل گارڈین، مہتو کالونی، روڈ نمبر ۱۷/ جواہر نگر، جمشید پور، (جھارکھنڈ) حضور امینِ شریعت سے مرید ہوئے۔ موصوف نے راقم الحروف کی گزارش پر ۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ ـ مطابق ۲۰/ مارچ ۲۰۱۵ء بروز جمعۂ مبارکہ حضرت کے حوالے سے درج ذیل تحریر عنایت فرمائی۔ ملاحظہ ہو،

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

(۱) حالات کا موافق ہو جانا میں نے جب اپنے مرشدِ کریم امینِ شریعت حضور علامہ سبطین رضا مدظلہ النورانی سے رائے پور جا کر مرید ہونے کا ارادہ کیا اس کے دوسرے ہی دن مجھے خبر ملی کہ حضرت آج ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لیے چکر دھر پور تشریف لا رہے ہیں، چونکہ یہ جگہ ہمارے جمشید پور سے بہت قریب ہے، لہٰذا میں وہاں جا کر مرید ہو گیا، جب کہ میں نے صرف دل میں ارادہ کیا تھا۔ رائے پور جانے کا وقت معین نہیں کر پایا تھا۔ پتہ نہیں کب جاتا، تو اس طرح حالات کا موافق ہو جانا، اور دوسرے ہی دن حضرت کا تشریف لے آنا۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ یہ میرے حضرت کی روشن ضمیری ہی ہے۔ اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ

کی طرف سے غیبی انتظام۔

(۲) حضرت کے دست کرم پر ہی ہاتھ رکھ کر مرید ہونے اوران کے دستخط شدہ شجرہ شریف کا ان کے برکت والے ہاتھوں سے ملنے کی دلی آرزو پوری ہوئی۔

''جب میں مرید ہونے کے لیے چکردھر پور پہنچا تو ایک کمرے میں پلنگ پر حضرت تشریف فرما تھے۔ سبھی لوگ نیچے بیٹھے ہوئے تھے، کمرہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ مولانا مفتی مسلم حسین رضوی شمسی علیہ الرحمہ نے لوگوں سے باہر نکلنے اور کمرہ خالی کرنے کو کہا، کیونکہ ہمارے حضرت کو عشا کی نماز پڑھنی تھی، سفر سے آئے تھے، کچھ آرام بھی فرمانا تھا۔ اور فرمایا کہ جو حضرات مرید ہونا چاہتے ہیں وہ جلسہ گاہ میں تشریف لے جائیں، حضرت وہیں سب کو مرید کریں گے، جب کہ میں حضرت کے چہرۂ مبارک کو ٹک ٹکی باندھے دیکھ رہا تھا اور دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ حضرت میرے دل کی کیفیت کو دیکھ رہے ہیں، اگر یہ چاہیں گے تو نہ میں کمرے سے باہر جاؤں گا، نہ ہی جلسہ گاہ میں جا کر عمامہ شریف میں ہاتھ رکھ کر مرید ہوؤں گا، بلکہ حضرت کے دستِ کرم میں ہی ہاتھ دے کر مرید ہوؤں گا۔ اور شجرہ شریف بھی حضرت اپنے دست کرم سے ہی عطا فرمائیں گے۔

الحمدللہ! جب لوگ کمرے سے باہر جا رہے تھے تو مرشدِ کریم نے مولانا مسلم علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ ان کو (یعنی مجھے) یہیں رہنے دیجئے، مرید کئے لیتا ہوں، باقی لوگوں کو جلسہ گاہ میں مرید کرلوں گا۔ سبھی لوگ باہر چلے گئے۔ میں کمرے میں حضرت کی زیارت کرتا رہا، انہوں نے اپنے ایک خادم، جو ان کے ساتھ تھے اور دو یا تین

لوگوں نے اب تک نماز نہ پڑھی تھی ان کے ساتھ با جماعت نماز پڑھائی۔اور پھر مجھے بڑی ہی شفقت ومحبت بھرے انداز میں قریب بلا کر اپنے دستِ کرم میں ہاتھ رکھنے کو فرمایا اور مرید کرلیا۔کمرے کے باہر لوگوں کا ہجوم پھر جمع ہو گیا اور وہ مولانا مسلم علیہ الرحمہ سے ضد کرنے لگے کہ حضرت نے نماز پڑھ لی ہے،ہمیں بھی یہیں مرید کروا دیجئے،مولانا صاحب کی گزارش پر حضرت نے ایک عمامہ شریف پر ہاتھ رکھوا کر سبھی کو مرید کرلیا۔کمرے میں کافی بھیڑ تھی،جب ہم سب باہر نکل رہے تھے تو میں دل میں سوچ رہا تھا کہ الحمد للہ! میری دو تمنائیں تو پوری ہوئیں۔(۱) کمرے میں حضرت کا مجھے روک لینا (۲) ان کے دستِ کرم پر ہی ہاتھ رکھ کر بیعت ہونا۔اب حضرت مجھے شجرہ شریف بھی اپنے دستِ مبارک سے عطا فرما دیتے تو دل کی یہ مراد بھی پوری ہو جاتی،میں بھیڑ کے ساتھ باہر نکل رہا تھا،کمرے سے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ مجھے لگا کہ میرے کرتے کی داہنی جیب میں کسی نے کچھ ڈالا ہے،میں نے جب دیکھا تو حضرت کے خادم صاحب تھے۔انہوں نے میرے کان میں آہستہ سے کہا:''حضرت نے آپ کو شجرہ شریف دیا ہے،جو میں نے آپ کی جیب میں ڈال دیا ہے''،اور فرمایا ہے کہ''جب کمرہ خالی ہو جائے تو کچھ دیر میں آکر مجھ سے دستخط کرالیں''الحمد للہ!میں نے بعد میں جا کر حضرت سے دستخط کرالیا۔کہنا یہ ہے کہ جیسا میں نے سوچا تھا ویسا ہی معاملہ حضرت نے میرے ساتھ فرمایا۔مجھے یقین کامل ہے کہ یہ اتفاق نہیں،بلکہ آپ کی کرامت ہے۔

رکاوٹ کے باوجود حضرت کا میرے غریب خانہ میں تشریف لانا

مجھے خبر ملی کہ مرشدِ کریم الحاج جناب معین بھائی (سابق صدر مسجد طیبہ) کے یہاں جواہر نگر روڈ نمبر ۱۳ میں تشریف فرما ہیں، میں حضرت کی قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا اور معین بھائی سے التجا کی کہ وہ حضرت سے کہیں کہ میرے غریب خانے میں قدم ڈال دیں اور چند لمحے عطا فرمائیں۔تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ خلیل بھائی! چونکہ حضرت کے یہاں بہت سارے مریدین ہیں، اور سبھی نے پہلے سے تھوڑا تھوڑا وقت لے لیا ہے، اس لئے وقت میں گنجائش نہیں ہے پھر بھی کوشش کروں گا، پھر انہوں نے مجھے دوسرے دن خبر دی کہ کل حضرت ایک نمبر روڈ آزاد نگر میں جناب قیصر شکیل وکیل صاحب کے گھر تشریف لے جا رہے ہیں، وہاں کچھ دیر قیام فرمانے کے بعد گولموری جائیں گے تو آپ آجایئے، میں حضرت سے گزارش کروں گا کہ وہ ساکچی میں آپ کے یہاں کچھ وقت عنایت فرمائیں، میں دوسرے روز صبح آٹھ بجے جب معین بھائی کے یہاں پہنچا تو دیکھا کافی لوگ جمع ہیں، حضرت سے کوئی دم کروا رہا ہے، کوئی دعا کروا رہا ہے، تو کوئی تعویذ مانگ رہا ہے، اس لئے گھر سے نکلنے میں کافی دیر ہو گئی، وکیل صاحب موصوف کے یہاں حضرت نے کچھ وقت دیا، اب ان کے بعد میرا نمبر تھا میں آس لگائے کھڑا تھا کہ اب حضرت میرے یہاں جائیں گے، میرے گھر بھی کافی لوگ مرد وعورت مرید ہونے کے لیے جمع ہو گئے تھے، اور حضرت کے آنے کا انتظار کر رہے تھے، اتنے میں ایک بڑی رکاوٹ یہ پیدا ہوئی کہ مولانا مسلم صاحب (مرحوم) تشریف لے

آئے اور معین بھائی وغیرہ پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے برس پڑے۔ کہا کہ آپ لوگ مجھے بغیر خبر کئے ہوئے حضرت کو لے کر کیوں نکل پڑے، اب سب کا نمبر ختم۔ میرا نمبر شروع، اب حضرت کہیں نہیں جائیں گے، جہاں میں کہوں گا وہیں جائیں گے، یہ سن کر میرا دل دھڑک گیا، میں نے سوچا کہ اب میرا نمبر کٹ جائے گا، لیکن فوراً ہی دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت میرے یہاں ان شاء اللہ ضرور جائیں گے، جب مولانا مسلم صاحب حضرت کو لے کر باہر چلے اور اپنی کار کی طرف حضرت کو بٹھانے کا رخ کیا تو میں نے معین بھائی سے کہا کہ اگر حضرت مولانا مسلم صاحب کی کار میں بیٹھ گئے تو وہ انہیں سیدھا حاجی محمد علی صاحب کے یہاں گولموری لے جائیں گے، اب ساکچی میں ہمارے یہاں رکنا مشکل نظر آ رہا ہے، اس لئے آپ ذرا ہمت کر کے حضرت کو میری کار کی طرف بیٹھنے کا اشارہ کر دیجئے گا، جناب معین بھائی نے ایسا ہی کیا اور میں نے بھی حضرت سے التجا کی، الحمد للہ! حضرت ہماری ہی کار میں بیٹھ گئے۔ مولانا مسلم صاحب اور حضرت کے بہت سے مریدین بھی ساتھ چلے، غوثیہ ہوٹل، ساکچی میں الحاج غلام محمد عزیزی صاحب کے یہاں کچھ دیر قیام کیا، دعا وغیرہ کی، وہاں کی نماز گاہ میں تشریف لے گئے، اور اس کے بعد میرے غریب خانہ میں حضرت نے تقریباً بیس (۲۰) منٹ قیام فرمایا، بہت سے لوگوں کو مرید کیا، الحمد للہ! میرے دل کی مراد پوری ہوگئی۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ حضرت کی نگاہ بیشک مریدین کے دلوں کی کیفیت کو دیکھ رہی ہوتی ہے۔

(۴) ایک اور کرامت:۔ میں اور قاضی سجاد حسین صاحب عرف منّا بھائی، جو کہ

میرے پیر بھائی ہیں، عرس اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں گئے ہوئے تھے اور وہاں ہمارے حضرت امینِ شریعت مدظلہ العالی بھی تشریف فرما تھے، چونکہ عرس میں بڑی بھیڑ ہوتی ہے اس لیے ہم نے سوچا کہ افراتفری کے عالم میں ہوسکتا ہے کہ حضرت کی زیارت کرنا، ان تک پہنچ پانا دشوار ہو، اس لیے ہم نے ارادہ کیا کہ جناب الحاج مفتی عابد حسین نوری صاحب قبلہ (جو کہ جمشید پور ہی سے تشریف لائے ہوئے تھے) سے رابطہ کیا جائے کیونکہ انہیں حضرت اور ان کے صاحبزادگان سے بڑا قرب حاصل ہے، ہمیں حضرت تک پہنچنے میں آسانی ہوگی، ہم لوگ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف کے باہر شیرینی کی دکان کے قریب کھڑے تھے اور بھیڑ کھچا کھچ تھی، ہم نے مفتی صاحب کو فون لگانا ہی چاہا کہ ان کے بیٹے محمد علی رضا نے مجھ سے کہا: خلیل چچا! آپ لوگ بھی آئے ہوئے ہیں؟ میں فوراً سمجھ گیا۔ اور مفتی صاحب موصوف کو اپنے بغل میں کھڑا پایا۔ پھر ہم ان کے ساتھ حضرت کے دولت کدہ پر کانکرٹولہ پہنچے۔ اس طرح ان سے ملاقات ہوجانا یہ اتفاق نہیں بلکہ کرمِ مرشدِ کریم ہے۔ جس کے سبب ہم لوگوں نے حضرت کے دولت کدہ پر پہنچ کر حضرت کا دیدار کیا اور بھائی قاضی سجاد حسین رضوی عرف منّا بھائی حضرت سے مرید ہوگئے"۔

جناب قاضی سجاد حسین رضوی صاحب عرف منا بھائی کے بیانات

۲۸؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ۔ مطابق ۲۰؍ مارچ ۲۰۱۵ء بروز جمعہ حضور امینِ شریعت کے مرید قاضی سجاد حسین رضوی عرف منا بھائی، ایل ٦ کوارٹر نمبر ۹۰،

اسٹیٹ مائل روڈ، سا کچی، جمشید پور نے حضرت کے تعلق سے ایک مجلس میں درج ذیل بیان تحریر کروایا۔

میں ۲۰۱۰ء میں عرس اعلیٰ حضرت میں شرکت کے لیے بریلی شریف پہنچا ہوا تھا۔ ساتھ میں میرے پیر بھائی جناب محمد خلیل قادری صاحب جواہر نگر، روڈ نمبر ۱۷، بھی تھے، اس موقع سے ۲۴ رصفر المظفر کو پیر و مرشد حضور امینِ شریعت کے گھر، کانکرٹولہ، پرانا شہر، بریلی میں ان سے مرید ہوا۔ بیعت کی تفصیل یہ ہے کہ میں بہت دنوں سے ایک پابندِ شریعت وطریقت پیرِ کامل سے مرید ہونا چاہتا تھا۔ اس تعلق سے کئی بزرگوں سے ملاقات کی مگر کسی طرف میرا دل مائل نہ ہوا، مگر رضا نگر، سوداگران سے حضور امینِ شریعت کے دولت کدہ پر آپ (محمد عابد حسین نوری) اور محبّ گرامی محمد خلیل قادری رضوی کی معیت میں ان کی زیارت کے لیے مذکورہ تاریخ کو پہنچا تو میرا حال عجیب وغریب ہو گیا۔ میں نے جب حضرت کے چہرۂ مبارک کی نورانیت کو دیکھا تو محسوس کیا کہ واقعی یہ ولی اللہ ہیں۔ رخِ انور کی تابانی یہ بتا رہی ہے کہ ولایت کے آثار جو ان میں ہیں ان بزرگوں میں سے کسی میں نہیں جن کی اب تک میں نے زیارت کی ہے۔ فضلِ مولیٰ تعالیٰ سے میرا دل ان کی طرف کھنچتا گیا یہاں تک کہ میں ان کے قدموں میں گر کر مرید ہو گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ ان کی زیارت سے مجھے خدا یاد آ گیا۔ اور حدیث شریف میں یہ پہچان بھی بتائی گئی ہے۔ ''اِذَا رُؤُا ذُکِرَ اللّٰہُ'' (اولیاء اللہ کو دیکھنے سے خدا یاد آ جاتا ہے)۔

اور جب سے حضرت کے دستِ اقدس میں ہاتھ دے کر بیعت ہوا اس

وقت سے آج تک ان کے تصور میں کھویا رہتا ہوں۔ان کو یاد کر کے اپنی قسمت چمکاتا ہوں۔اور تصورِ شیخ کا جو طریقہ شجرہ شریف میں مرقوم ہے اس طریقے پر روزانہ ۵رمنٹ تک تصورِ شیخ کرتا ہوں۔

ایک خاص بات یہ ہے کہ آج جو مجھے شریعتِ مطہرہ کے سانچے میں ڈھلا ہوا آپ دیکھ رہے ہیں، ان ہی کے فیضانِ نظر کا کمال ہے، ان کے دامن میں آنے کے بعد ہی میری زندگی میں انقلاب آیا، ورنہ میں دنیا کی طرف مائل تھا۔ ٹاٹا کمپنی کے ملازم ہونے کی وجہ سے دنیاداری کا غلبہ مجھ پر زیادہ تھا۔ میں تو پہلے بھی مسلمان تھا، مگر صرف مسلمان، عمل سے کوسوں دور، لیکن بیعت و ارادت کے بعد سیدنا رسول اکرم ﷺ، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مرشد کے صدقے فضلِ مولیٰ کے فیوض و برکات نے مجھے پختہ مسلمان بنا دیا۔آج الحمد للہ! ایسا متصلب سنی ہوں کہ بدعقیدوں کے سایے سے بھی دور بھاگتا ہوں۔

ایک قابل ذکر بات یہ کہ بریلی شریف میں ایک کتاب کی دکان کے پاس کھڑے ہو کر میں اور میرے محبِّ گرامی جناب محمد خلیل قادری رضوی صاحب یہ بات کر رہے تھے کہ کاش مفتی عابد حسین نوری سے ملاقات ہو جاتی تو ان کے ساتھ حضور امینِ شریعت کے دولت کدے پر جا کر ان سے ملاقات کرتا، کیونکہ ہم لوگ اس مقام کے لیے اجنبی ہیں، حضرت کا دولت کدہ کہاں ہے؟ کچھ معلوم نہیں، اتنے میں آپ (محمد عابد حسین نوری) کا صاحبزادہ محمد علی رضا برکاتی ہمارے سامنے پہنچا اور کہا کہ ابا حضور یہیں موجود ہیں۔ اس کے بعد آپ سے ملاقات ہوئی

اور ہم دونوں آدمی آپ کی معیت میں حضرت کے پاس پہنچے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح دل میں خیال آنا، پھر آپ سے ملاقات کرنا، حضرت کے پاس پہنچنا اور اتنے بڑے ولی اللہ سے بیعت کے اسباب فراہم ہونا بجائے خود اللہ تعالیٰ کی مدد غیبی اور مرشد کی کرامت ہے۔

مولانا سعود انور رضوی فیضی صاحب کے بیانات

مولانا سعود انور رضوی فیضی نہایت متصلب سنی اور عالمِ باعمل ہیں، یہ کئی سال تک نورانی مسجد، محلّہ دندا شاہی، چکر دھر پور ضلع سنگھ بھوم (جھارکھنڈ) میں امام وخطیب رہ چکے ہیں، وہاں سے مستعفی ہونے کے بعد انہوں نے انصار نگر، چکر دھر پور میں مدرسہ نوریہ رضویہ کی بنیاد رکھی۔ راقم الحروف کی گزارش پر انہوں نے درجِ ذیل تحریر ارسال فرمائی۔

نحمدہ و نصلی علیٰ حبیبہ الکریم

شبیہِ مفتیِ اعظم حضور امینِ شریعت علیہ الرحمہ کی زندگی کے چند گوشے

رہبرِ شریعت، پیرِ طریقت سیدی و مرشدی حضور امینِ شریعت دامت فیوضھم جب پہلی بار چکر دھر پور تشریف لائے تو ان کا قیام حاجی حبیب الرحمٰن، محلّہ چاند ماری کے گھر میں تھا۔ وہاں ایک جلسے کا پروگرام تھا، حضرت اسی میں بحیثیت پیرِ طریقت مدعو تھے۔ اس رات سخت بارش ہو رہی تھی، جس کے سبب سخت تشویش لاحق ہوئی کہ اب جلسہ کیسے ہوگا۔ حاجی صاحب موصوف سے ایک شخص نے کہا کہ

آپ کے والد مرحوم بارش بند ہونے کے لیے ایک تعویذ لکھا کرتے تھے، آپ بھی ان کی کتاب سے دیکھ کر تعویذ لکھ دیں تاکہ بارش ختم ہو جائے، ورنہ جلسہ کامیاب نہ ہوگا، چنانچہ موصوف نے ایک تعویذ لکھ کر جناب عبدالحمید صاحب کو دیا اور کہا کہ اسے درخت پر لٹکا دو۔ تعویذ درخت پر باندھ دیا، مگر بارش نہ رکی، زوردار ہوتی رہی اور بجلی چمکتی رہی۔ اب حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت کا قیام میرے گھر تھا اور ایک غیر مسلم صبح ہی سے میرے گھر آیا ہوا تھا کہ حضرت سے میرے کاروبار کے لیے تعویذ دلا دو۔ رات میں موقع پا کر میں نے حضرت کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کی اور عرض کیا، حضور! یہ شخص روزی کا تعویذ لینے کی غرض سے صبح سے ہی آیا ہوا ہے اور مجھے پریشان کیے ہوا ہے۔ حضرت نے فرمایا سفید کاغذ لے آیئے، میں نے حاضر کیا، حضرت نے اپنے ہاتھ میں لیا اور قلم نکال کر کاغذ پر رکھا اور پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: آپ نے بارش بند ہونے کے لیے تعویذ لکھا، مگر وقت کا تعین نہ کیا۔ حاجی صاحب کہتے ہیں کہ میں حیرت زدہ ہو کر سوچنے لگا کہ یہ کیا ہوا؟ حضرت کو کیسے علم ہو گیا؟ میں نے یہ بات کسی شخص سے نہیں بتائی، صرف میں جانتا تھا اور وہ شخص جس نے مجھے تعویذ لکھنے کو کہا تھا۔ پھر حضرت نے تعویذ لکھ کر اس شخص کو عطا فرمایا۔ بارش ہو رہی تھی اور ادھر چکردھر پور شہر اور مضافات سے آئے ہوئے عاشقوں کا ہجوم دیدار کی تمنا لیے ہوئے ٹس سے مس ہونے کے لیے کسی طرح آمادہ نہیں، جب حضرت کے برسرِ اسٹیج ہونے کا وقت آیا تو فرمایا۔ اب مجھے اسٹیج پر چلنا ہے، تیاری کرتا ہوں، میرے بیٹے محمد رفیق نے کہا۔ حضور! جانے کا

وقت تو ضرور ہو گیا ہے مگر سخت بارش ہو رہی ہے، آپ کیسے تشریف لے جائیں گے
حضرت نے فرمایا، ہونے دیجیے۔ بارش اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہو رہی ہے۔ پھر
حضرت نے استنجا کے لیے پانی مانگا تو عزیزم رفیق سلمہ نے کنواں کا پانی پیش کیا۔
حضرت نے فرمایا وضو کے لیے چاپاکل کا پانی لائیے۔ چاپاکل کا پانی پیش ہوا اور
حضرت وضو فرمانے لگے۔ رفیق سلمہ وہیں کھڑے تھے، اچانک اس کی نگاہ آسمان کی
طرف اٹھی تو کیا دیکھتا ہے کہ آسمان پر تارے نظر آ رہے ہیں، بارش بالکل موقوف ہو
گئی ہے، رفیق سلمہ نے کہا: حضور! خدا کا شکر ہے کہ بارش بند ہو گئی، حضرت نے
فرمایا: اللہ تعالیٰ کی مرضی، وہ جب چاہے برسائے اور جب چاہے بند کر دے۔

آپ کی تصویر نہ آئی

حاجی صاحب موصوف نے یہ بھی بتایا کہ حضرت
جب چکردھر پور ریلوے اسٹیشن پر ٹرین سے اترے تو کئی کیمرے والے آپ کی
تصویر لینے حاضر ہو گئے، جن میں میرا بیٹا رفیق بھی تھا، حضرت نگاہیں نیچی کیے
ہوئے اسٹیشن سے باہر نکل رہے تھے، عقیدت مند حضرات نعرۂ تکبیر و رسالت کی
گونج میں حضرت کو باہر لا رہے تھے، خادم تصویر لینے والوں کو منع کر رہا تھا اور کہہ رہا
تھا کہ ہرگز کوئی حضرت کا فوٹو نہ لے، مگر حال یہ تھا کہ

ع مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

حاجی صاحب موصوف کہتے ہیں کہ میں حضرت کے جلو میں تھا، منع کرنے
کے باوجود لوگ ماننے کو آمادہ نہ ہوئے۔ تب حضرت نے فرمایا، جناب! اس
صورتِ حال میں انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیجیے، ان لوگوں کے کیمرے میں ہماری

تصویر آئے گی تب ہی تو یہ اسے محفوظ کر سکیں گے، حاجی صاحب موصوف نے کہا حیرت ناک بات یہ ہے کہ جب ان مصوروں نے کیمرے سے ریل نکالا تو حضرت کی تصویر آئی ہی نہیں بلکہ ریل پر سیاہی پڑ گئی تھی۔ ان واقعات کی تصدیق الحاج عبدالباری صاحب رضوی اور الحاج عبدالخالق صاحب رضوی، چاند ماری، چکردھرپور نے بھی کی۔

آسیبی حرکت ختم ہوگئی مذکورہ حاجی صاحبان نے یہ واقعہ بھی بیان کیا کہ ہم لوگوں نے حضرت سے گزارش کی کہ حضور ایک بار محلّہ میں دورہ فرمادیں تو کرم ہوگا۔ ہم لوگوں نے یہ گزارش اس لیے کی تاکہ حضرت کا مقدس قدم ہمارے محلّہ کی گلی کوچے میں پڑ جائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اس ولی کے صدقے محلّہ سے آفتیں دور فرمادے، حضرت نے ہماری گزارش قبول فرمائی اور تشریف لے گئے۔ گشت کے دوران حضرت ایک مکان کے قریب سے گزر رہے تھے کہ اسی گھر سے اچانک ''ارے باپ'' کے لفظ سے چلانے کی آواز آئی۔ حضرت مسکراتے ہوئے وہاں سے گزر گئے، جب قیام گاہ پر تشریف لائے تو خبر ملی کہ فلانہ عورت بے ہوش ہوگئی ہے۔ حضرت کو اس کی خبر دی گئی۔ آپ نے پانی منگوا کر دم فرمایا اور اسے پینے اور بدن پر چھڑکنے کا حکم فرمایا۔ حکم کے مطابق جوں ہی وہ پانی پلایا گیا اور اس پر چھڑکا گیا، عورت ہوش میں آگئی۔ اس سے آسیبی حرکت دور ہوگئی۔ آج بھی وہ عورت چاند ماری میں موجود ہے۔

قدم کی برکت سے خوشحالی آگئی شہر چکردھرپور سے تقریباً ۵ رکیلو میٹر کی

دوری پر ایک گاؤں سیمید یری ہے، اس گاؤں میں حضور امینِ شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کے مریدین ومعتقدین کافی تعداد میں ہیں ۔ وہاں کے اکثر لوگوں کا پیشہ ریڈی میڈ کپڑے کی سلائی کا ہے ۔اسی گاؤں کے رہنے والے ایک صاحب اسلام رضوی ہیں، یہ حضرت امینِ شریعت کے مرید ہیں، چکر دھر پور بازار میں ان کی ریڈی میڈ کی دکان ہے، انہوں نے بیان دیا کہ یہاں کے لوگ پہلے سخت غربت و افلاس سے دو چار تھے، فتنہ وفساد، آپسی لڑائی جھگڑے سے لوگ سخت پریشان رہتے تھے۔حضور امینِ شریعت کا مقدس قدم جب سے اس گاؤں میں پڑا ہے، یہاں سے غربت و افلاس دور ہوگئی، تنگی و بدحالی خوش حالی میں بدل چکی ،آپسی لڑائی جھگڑا، فتنہ وفساد اور قتل و غارت بند ہو گئے ،خوف و ہراس اطمینان و سکون میں تبدیل ہو گیا، آج بھی اس گاؤں کے لوگوں کے دلوں میں حضور امینِ شریعت کی عقیدت ومحبت اس قدر ہے کہ ان کی تشریف آوری کے لیے برابر متمنی رہتے ہیں ۔اب جب کہ حضور نہیں آ سکتے تو ہر سال جلسہ میں ان کے شہزادگان کو بلاکر دعائیں لیتے اور فیوض وبرکات حاصل کرتے ہیں۔

پردہ کی تاکید اور غیر محرم سے اجتناب

غالباً ۲۰؍اکتوبر ۲۰۰۰ء کا واقعہ ہے کہ دنداشاہی، وارڈ نمبر۱۲، چکر دھر پور میں ایک تاریخی کانفرنس ہوئی تھی ۔جس میں حضور امینِ شریعت بحیثیت پیرِ طریقت مدعو تھے۔نورانی مسجد کی مناسبت سے اس کا نام نورانی کانفرنس رکھا گیا تھا۔حضرت کُرلا ایکسپریس سے چکر دھر پور تشریف لائے۔ ریلوے اسٹیشن پر معتقدین کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا مجمع تھا۔نعرۂ تکبیر و رسالت کی گونج میں حضرت دنداشاہی تشریف لائے۔ اورالحاج اکرام خاں

صاحب مرحوم اور الحاج ارشد خاں صاحب کے گھر پر حضرت کے قیام کا انتظام تھا۔
اس وقت نورانی مسجد زیرِ تعمیر تھی، کمر تک ہی اس کی دیوار کھڑی ہوئی تھی اور فرش پر ریت بچھی ہوئی تھی، دندا شاہی کے لوگ اس وقت ندی کے کنارے اسکول کے ایک ہال میں پنج وقتہ نماز ادا کیا کرتے تھے۔ حضور امینِ شریعت کا مقدس قدم پہنچانے کے لیے زیرِ تعمیر نورانی مسجد میں نماز مغرب پڑھنے کا انتظام کیا گیا۔ شہر میں جوں ہی یہ خبر پھیلی کہ حضور امینِ شریعت نورانی مسجد میں نماز مغرب کی امامت فرمائیں گے، چکردھر پور کے لوگ نورانی مسجد میں ولیِ کامل کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے لیے دوڑ پڑے۔ حسبِ پروگرام حضرت نے نمازِ مغرب کی امامت فرمائی۔ سنت و نفل ادا فرمانے کے بعد وظائف و معمولات میں کچھ دیر مشغول رہے۔ مسجد میں حضرت کے قدمِ پاک پڑنے اور ان کی دعاؤں کی برکت سے نورانی مسجد کی پہلی منزل کی چھت کی ڈھلائی سال بھر کے اندر ہی ہوگئی۔ پھر کچھ سالوں کے بعد دوسری منزل بھی الحمدللہ! تیار ہوگئی، چکردھر پور کی یہ پہلی مسجد ہے جو حضرت کی دعاؤں سے تھوڑے سے عرصہ میں عالی شان دو منزلہ بنی۔ اس سے قبل یہاں کوئی دو منزلہ مسجد نہ تھی۔ مسجد کے بازو میں جناب رفیق صاحب کا گھر ہے، یہ حضرت سے پہلے مرید ہو چکے تھے۔ اپنی اہلیہ محترمہ اور صاحبزادی کو مرید کرانا چاہتے تھے۔ جس کے لیے مجھ ناچیز (سعود انور فیضی) سے کہا: ''حضرت سے میری طرف سے گزارش کیجئے کہ میرے گھر کو اپنے مقدس قدموں سے نواز دیں''۔ میں نے حضرت سے عرض کیا، حضرت نے عرضی قبول فرمالی اور تشریف

لے گئے۔ پھر میں نے کہا: حضور! ان کی اہلیہ اور صاحبزادی مرید ہونا چاہتی ہیں۔ حضرت نے فرمایا، بیچ میں پردہ ڈال دو، حکم کے مطابق پردہ ڈال دیا گیا پھر مرید ہونے والیوں کو بلایا گیا۔ جب وہ آئیں تو میں بھی وہاں موجود تھا، حضرت نے فرمایا کیا آپ ان کے محرم ہیں؟ میں نے جواب دیا نہیں۔ تو حضرت نے فرمایا پھر آپ ان کے پاس کیوں ہیں؟ غیر محرم مرد کو غیر محرم عورتوں کے سامنے نہیں رہنا چاہئے۔ پھر حضرت نے پردے کی آڑ سے ان عورتوں کو مرید کیا۔ بعدہ ارشد خاں صاحب بن حاجی اکرام خاں مرحوم کے گھر اپنی قیام گاہ پر تشریف لے آئے۔

یہاں بھی کثیر تعداد میں عورتیں بیعت ہونے کے لیے حاضر تھیں۔ ان سب کو بھی پردہ کے اہتمام کے ساتھ ہی مرید کیا، وہ سب دروازے سے باہر تھیں۔ آپ حجرہ میں رہے، دروازے سے چادریں بڑھا دی گئیں، پھر حضرت نے کلمۂ استغفار، کلمۂ طیبہ اور الفاظ بیعت شروع کیے۔ اس وقت حضرت کے پاس فقیہِ عصر قاضیِ جھارکھنڈ، استاذِ مکرم استاذ العلما مفتی محمد عابد حسین نوری مصباحی صاحب، شیخ الحدیث مدرسہ فیض العلوم، جمشید پور بھی موجود تھے، چونکہ عورتیں زیادہ تھیں اور حضرت امینِ شریعت کی آواز وہاں تک پہنچ نہیں پا رہی تھی، اس لیے مفتی صاحب حضرت کے ارشادات کو اپنی بلند آواز کے ذریعہ ان عورتوں تک پہنچا رہے تھے۔

بد مذہبوں سے دور رہنے کی تلقین بعدِ عشا جلسے کا آغاز ہوا، شاعرِ اسلام دلکش رانچوی صاحب نے نعت و منقبت کے گلدستے پیش کیے، استاذِ گرامی مفتی مسلم

حسین شمسی مرحوم اور مولانا قمر الدین بلبلِ بنگال مرحوم وغیرھم کی ایمان افروز تقریریں ہوئیں، آخر میں پیرِ طریقت حضور امینِ شریعت عالمانہ وصوفیانہ کروفر کے ساتھ اسٹیج پر تشریف لائے، دستِ اقدس میں عصاے مبارک، چہرہ ایسا نورانی جیسے چاند کا ہالہ، دیکھیں تو دیکھتے ہی رہ جائیں، نظر ہٹانے کو جی نہ چاہے، لبوں پر مسکراہٹ لیے ہوئے کرسیِ خطابت پر جلوہ افروز ہوئے، خطبۂ مسنونہ اور درود شریف کے بعد مجددِ دین وملت، امامِ عشق ومحبت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لکھی ہوئی نعت شریف پڑھی، جس کا مطلع ہے ۔

زمین وزماں تمہارے لیے، مکین ومکاں تمہارے لیے
چنین وچناں تمہارے لیے، بنے دوجہاں تمہارے لیے

پھر آپ نے مختصر مگر جامع خطاب فرمایا، آپ نے سامعین کو ہدایت دیتے ہوئے یہ حدیث پاک پڑھی۔

"اِیَّاکُمْ وَ اِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ" (بدمذہبوں سے تم خود کو دور رکھو اور ان کو اپنے پاس سے دور رکھو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں) پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت پر ثابت قدم رہئے۔ اور بد مذہبوں کے ساتھ کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، ان کو سلام کرنے، ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنے، ان کی اقتدا میں نماز پڑھنے اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے بالکل دور رہیے۔ جب آپ تقریر فرمارہے تھے تو مجمع پر سناٹا چھا گیا تھا۔ ایسا محسوس ہورہا تھا کہ رحمتِ الٰہی کی جھما جھم بارش ہورہی ہے

اور لوگ رحمت و نور میں نہا رہے ہیں، بھیڑ ایسی تھی کہ ٹینٹ ہاؤس سے لائی ہوئی کرسیاں نا کافی پڑ گئیں، سامعین کھڑے کھڑے تقریر بھی سماعت کر رہے تھے اور شبیہِ مفتیِ اعظم کے جلوۂ زیبا کے دیدارِ پر انوار سے خود کو شادکام بھی کر رہے تھے۔ رات کے آخر حصے میں جلسہ اختتام کو پہنچا، صلوٰۃ و سلام کے بعد حضرت نے ہی دعا فرمائی۔ بعدہ چکردھر پور و بیرونِ شہر کے کافی افراد حضرت کے توسط سے سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں داخل ہوئے۔

کل ہو کر صبح میں بھی ضرورت مندوں کا تانتا لگا رہا، بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر کوئی دعا کروا رہا ہے، کوئی تعویذ لکھوا رہا ہے، کوئی پانی دم کروا رہا ہے، اسی دوران ایک بیمار شخص کو اس کے بھائیوں نے حضرت کی بارگاہ میں لایا۔ وہ اولیاے کرام کا گستاخ تھا، گستاخی کے سبب ایک لاعلاج مرض میں مبتلا تھا۔ اس کی گستاخیوں میں سے ایک یہ تھی کہ جب اس کے بھتیجوں نے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھٹی شریف کے فاتحہ کا تبرک اس کے پاس بھیجا تھا تو اس نے اسے ناپاک نالی میں ڈال دیا تھا۔ حضرت کی بارگاہ میں عرض کی گئی، حضور یہ وہ شخص ہے جس نے چھٹی شریف کے فاتحہ کے تبرک کی بے حرمتی کرتے ہوئے اسے ناپاک نالی میں ڈال دیا تھا۔ حضرت نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا توبہ کرو۔ مگر اسے توبہ کی توفیق نہیں ملنی تھی، نہیں ملی، بغیر توبہ کے واپس ہوا۔ اس کے بعد علاج کرنے کے باوجود اس کا مرض بڑھتا ہی گیا اور چند دنوں کے بعد مر گیا۔

بدمذہبوں سے رشتہ نہ کرنے کی تاکید

حضور امینِ شریعت علیہ الرحمہ

اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو دیوبندیوں، وہابیوں اور دیگر فرقۂ باطلہ سے دور ونفور رہنے کی ہمیشہ تاکید فرماتے رہے۔ایک مرتبہ حضرت راورکیلا (اڑیسہ) تشریف لائے، چکردھرپور والوں کو جب حضرت کے آمد کی اطلاع ملی تو ان میں سے بھی بعض حضرات آپ کی زیارت اور شرفِ لقا کے لیے وہاں پہنچے۔کسی کے ذریعے آپ کو خبر ملی کہ فلاں شخص اپنی لڑکی کی شادی ایک بدعقیدہ سے کررہا ہے، ناچیز سراپا تقصیر بھی وہاں موجود تھا، حضرت نے اس خبر کو سن کر ناراضگی کے اظہار کے ساتھ مریدوں کو تاکید کرتے ہوئے فرمایا،

’’تم لوگ اپنی بیٹی کسی رکشہ چلانے والے سنی صحیح العقیدہ کے نکاح میں دے دینا مگر کسی حال میں کسی بدمذہب کے نکاح میں نہ دینا‘‘

چکردھرپور کے کئی مریدین ومعتقدین جو آپ کے دیدار کے لیے گئے تھے، وہ بھی وہاں موجود تھے، ان لوگوں نے بھی حضرت کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنے۔

چکردھرپور میں آپ کے کچھ تبرکات حضرت چکردھرپور کئی بار تشریف لائے اور اپنی خاص دعاؤں سے نوازتے رہے۔الحاج عبدالخالق رضوی صاحب چاند ماری کے دولت کدہ کو بھی اپنے قدم میمنت سے نوازا ہے۔ان کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت نے اپنی کئی یادگار تبرکات سے شرفیاب کیا ہے۔مثلاً (۱) کلاہ شریف، (۲) رومالِ مبارک (۳) عصائے مبارک (۴) نعلین۔حاجی موصوف صاحب بڑے ادب واحترام کے ساتھ مذکورہ تبرکات کو رکھے ہوئے ہیں۔الحاج

عبد الخالق رضوی صاحب اور الحاج عبد الباری رضوی صاحب کے والد مرحوم جناب محمد سعید انصاری کے حج بدل کا جب معاملہ تھا تو اس موقع سے ۳۱/ مارچ ۱۹۹۷ء میں حضرت نے ان دونوں کے قدیم مکان میں قیام فرما کر شرف بخشا۔ اور جب الحاج عبد الخالق صاحب نے نیا مکان بنایا، جہاں فی الوقت وہ رہتے ہیں، اس موقع سے بھی ان کے گھر تشریف لا کر اس کا افتتاح فرمایا۔ ان واقعات سے آپ کے اخلاق کریمانہ اور اصاغر نوازی پر خاصی روشنی پڑتی ہے۔

جناب الحاج مختار صفی صاحب کے بیانات

۱۱/ جمادی الآخرہ ۱۴۳۶ھ کو جناب الحاج مختار صفی صاحب عرف مسٹر بھائی، بانی و مہتمم مرکزی دار القرات، ذاکر نگر جمشید پور نے ایک مجلس میں راقم الحروف کو درجِ ذیل بیانات سنائے۔

''جس تاریخ کو ہم لوگ حضرت کے یہاں رائے پور مرید ہونے کے لیے پہنچے وہ صبح کا وقت تھا۔ حضرت سے ملنا چاہا تو حضرت کے شہزادہ نے کہا کہ ابھی ملاقات نہیں ہوگی، حضرت آرام فرما رہے ہیں، شام میں ملاقات ہوگی۔ ہم لوگ ادھر ادھر وقت گزار کر شام کے وقت حضرت کے پاس پہنچے، ملاقات کے بعد آپ نے فرمایا، آپ لوگ یہاں کب آئے، عرض کیا، صبح میں، فرمایا۔ پھر صبح میں کیوں نہیں ملاقات کی، عرض کیا، حضور! صبح میں ملنا چاہا مگر کہا گیا کہ حضرت ابھی آرام فرما رہے ہیں۔ شام میں ملاقات ہوگی، تو حضرت نے فرمایا، ''اسی وقت بیدار کروالینا چاہئے تھا، آپ لوگ اتنی دور جمشید پور سے یہاں آسکتے ہیں تو میں

اپنے بستر سے اٹھ کر چند قدم چل کر اپنے مہمانوں سے نہیں مل سکتا۔ آپ لوگوں کو کافی تکلیف ہوئی ہوگی''۔

حضرت کا تحفہ جناب الحاج مختار صفی صاحب نے راقم الحروف سے فرمایا کہ ارادت کے بعد ایک بار پھر میں حضرت کی زیارت کے لیے کانکیر شریف (چھتیس گڑھ) چند احباب کے ساتھ پہنچا، جن میں مولانا مجیب الرحمٰن صاحب رائے پور اور ایک دوست زبیر اختر صاحب آزادنگر بھی تھے۔ حضرت سے ملاقات ہوئی۔ کچھ دیر کے بعد مولانا موصوف نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور یادگار کے طور پر حاجی صاحب کو کوئی تحفہ عنایت فرمادیں، تو حضرت نے فرمایا کہ پلنگ کے نیچے دیکھیں کچھ ہے تو نکالیں۔ دیکھا تو ایک چھڑی تھی، اسے نکالا۔ تو حضرت نے اسے مجھے عنایت فرمادیا۔ پھر مولانا موصوف نے فرمایا کہ حضور مجھے بھی کوئی تحفہ مل جاتا تو اچھا ہوتا۔ حضرت نے پھر وہی جملہ فرمایا، مولانا صاحب نے دیکھا تو ایک چھڑی اور پلنگ کے نیچے سے ملی، حضرت نے وہ چھڑی انھیں دے دی، پھر عرض کیا گیا کہ زبیر اختر صاحب کو بھی نواز دیں تو حضرت نے جیب سے ایک سو کا نوٹ نکالا اور ان کی طرف بڑھایا، مگر زبیر اختر صاحب نے کہا کہ حضور! مجھے روپیہ نہیں چاہئے، کوئی دوسری چیز یادگار کے طور پر دے دیں۔ حضرت نے دوبارہ اسی نوٹ کو لینے کیلئے فرمایا، مگر انھوں نے نہ لیا اور اسی پر مصر رہے کہ کوئی دوسرا تحفہ دے دیجئے تو حضرت نے فرمایا، ''تو اچھا آپ اپنے چہرے کو داڑھی سے سجا لیجئے''۔

حاجی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ ''بزرگوں کی بات میں حکمت و

مصلحت رہتی ہے۔ زبیر اختر صاحب رزق کی تنگی سے دوچار تھے، کاش ان روپئے کو لے لیتے تو امید تھی کہ برکت ہو جاتی اور ان کی تنگ حالی دور ہو جاتی‘‘۔

حضرت کے تعویذ کا اثر حاجی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ ایک بار میری ہمشیرہ شبینہ خاتون رضویہ کے پیٹ کا آپریشن ہوا تھا، آپریشن ہونے کو تو ہو گیا مگر جس مقام پر ڈاکٹر نے اسٹیچ لگایا تھا، دن بدن اس کی حالت بگڑتی جا رہی تھی، زخم سوج رہا تھا، اور مندمل ہونے کا نام نہیں لیتا تھا، پریشانی تو تھی ہی اس کے علاوہ دوسری بیماری کا خدشہ تھا، اس لیے میں ان کو لے کر حضرت کی بارگاہ میں پہنچا۔ وہاں پہنچنے پر ہمشیرہ صاحبہ پیرانی اماں سے ملیں، انہوں نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا، بہت دعائیں دیں اور فرمایا کہ ان شاء اللہ کچھ نہیں ہوگا، تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی۔ پھر حضرت سے عرض کی گئی تو حضرت نے کئی تعویذات مفتی مجیب الرحمٰن صاحب سے املا کروائے۔ بعض پینے کے لیے اور بعض پانی میں ڈال کر غسل کرنے کے لیے دیئے۔ اور ایک دعا کی بھی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ یہ دعا پڑھنا اور تکلیف کی جگہ پر دم کرنا ہے، اسے پینا ہے اور دوسرے کو پانی میں ڈال کر نہانا ہے مگر اس ترکیب سے نہانا ہے کہ پانی خراب جگہ نہ پہنچے، جب ہم واپس آئے اور ان تعویذوں کو استعمال کیا تو الحمد للہ! میری ہمشیرہ بالکل صحت یاب ہو گئیں۔

آپ کی چھڑی کا کمال حاجی صاحب موصوف نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا کہ میرے دو جڑواں بیٹے ہیں، ان کی پیدائش کے بعد ان کے ناف کاٹے گئے جیسے عام طور پر کاٹے جاتے ہیں، مگر کچھ دنوں بعد ان دونوں

کے ناف میں بہت سوجن آ گئی اور بہت موٹے ہو کر باہر نکل گئے، جو بہت خراب معلوم ہوتے تھے، بہت ترکیب کی گئی مگر کسی طرح وہ ٹھیک نہ ہوئے، ایک دن میری والدہ مکرمہ (رئیسہ خاتون رضویہ) نے فرمایا: یہ ایسے ٹھیک نہیں ہوں گے، حضرت پیر صاحب کی وہ چھڑی لاؤ جو تمہیں دی ہے۔ ان کا علاج میں اسی سے کیے دیتی ہوں، ان شاء اللہ الرحمٰن ٹھیک ہو جائیں گے، چنانچہ چھڑی لائی گئی۔ انہوں نے اسے لیا اور اس کی نوک کو یکے بعد دیگرے ان نافوں پر رکھ کر اندر ڈھکیل دیا۔ الحمدللہ! وہ ناف ہمیشہ کے لیے اندر ہو گئے اور فکر و غم دور ہو گئے۔

اخلاق کریمہ ایک بار کا واقعہ ہے کہ ملاقات کے لیے حضرت کے دولت کدہ پر پہنچا تو دیکھا کہ ہم حاضرین کے لیے حضرت خود ہی ایک برتن میں ناشتہ لیے تشریف لا رہے ہیں۔ ہم نے شرماتے ہوئے کچھ عرض کیا تو فرمایا: آپ لوگ میرے مہمان ہیں، میں اتنا تو کر ہی سکتا ہوں، آپ لوگ تناول فرمائیں۔

وسوسے کا خاتمہ میں نے حضور امینِ شریعت سے بیعت ہونے کے بعد ان کے بہت سے فیوض و برکات پائے ہیں۔ ان سے ایک فیض یہ ملا کہ پہلے میں وسوسے کا شکار رہا کرتا تھا۔ طرح طرح کے وساوس دل و دماغ کو پریشان کیے رہتے تھے۔ بیعت و ارادت کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل سے، حضرت پیر و مرشد کے طفیل، وسوسے کا مرض ختم ہو گیا۔

مرکزی دار القراءت آپ کی دعاؤں کا ثمرہ یہ مدرسہ مرکزی دار القرات درحقیقت حضرت ہی کی دعاؤں کا ثمرہ ہے اس لیے کہ حضرت کے دامن سے

وابستہ ہونے کے بعد ہی اس عظیم ادارے کا وجود عمل میں آیا ہے، اور حضرت کے فیض سے الحمدللہ! یہ خوب ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

ایک بار میں نے عرض کیا، حضور! مرکزی دارالقرات کے لیے قاری کی ضرورت ہے، اچھے قاری نہیں مل رہے ہیں۔ دعا فرمادیں کہ مل جائیں، حضرت نے فرمایا: تلاش جاری رکھو، ان شاء اللہ تعالیٰ اچھے قاری مل جائیں گے۔ الحمدللہ! میں نے جستجو شروع کی، اور قاری مل بھی گئے۔ ابھی مشق کا خلا قاری صابر صاحب پر کئے ہوئے ہیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جیسا حضرت نے فرمایا ویسا ہی ہو رہا ہے، اس تاریخ سے تلاش و جستجو بھی جاری ہے اور قاری صاحبان کا آنا جانا بھی لگا ہوا ہے۔

والدہ مکرمہ کے مرید ہونے کا سبب میری والدہ مکرمہ رئیسہ خاتون رضویہ صاحبہ حضرت ہی سے مرید ہیں، انہوں نے ایک دن مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رات خواب میں دیکھا کہ میں بہت بیمار ہوں، میں گھبرا گئی، اتنے میں ایک خوب صورت بزرگ خواب میں ہی تشریف لائے اور مجھ سے کہا کہ مت گھبراؤ، تم صحت یاب ہو جاؤ گی، اس کے بعد میں انھیں لے کر حضرت کی بارگاہِ اقدس میں پہونچا۔ حضرت نے پردہ کے اہتمام کے ساتھ اپنی بیعت وارادت میں انھیں لے لیا۔ اتفاق سے پردہ کسی طرح سرک گیا تو والدہ کی نظر حضور امینِ شریعت پر پڑ گئی، والدہ مکرمہ کا کہنا ہے کہ میں نے پہچان لیا کہ خواب میں جس خوب صورت بزرگ کی میں نے زیارت کی تھی وہ یقیناً یہی تھے۔

محمد دانش رضا رضوی کا بیان

محمد دانش رضا رضوی عرف راجہ ولد محمد سعید عالم، مکان نمبر ۳۵، روڈ نمبر ۹، آزاد نگر، جمشید پور بھی حضور امینِ شریعت دامت فیوضھم کے مرید ہیں۔ انہوں نے اپنے حضرت کے دامن میں آنے کا واقعہ اس طرح بیان کیا۔

میں بہت دنوں سے حضور امینِ شریعت کی ولایت و بزرگی کا شہرہ سنتا تھا۔ جس کے سبب بہت دنوں سے میری خواہش تھی کہ حضرت سے مرید ہو جاؤں۔ چنانچہ اس سال ۲۰۱۴ء میں عرس اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) میں شرکت اور اس خواہش کی تکمیل کے لیے رضا نگر، بریلی شریف پہنچا۔ جب رضا نگر سے حضرت کے دولت کدہ کانکر ٹولہ پہنچا تو حضرت کی زیارت کے بعد یہ محسوس کیا کہ حضرت کے بارے میں جیسا سنتا تھا، وہ ویسے ہی صاحب کمال ہیں۔ بعدہ میرے دل و دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی کہ واقعی آپ ولی اللہ اور شبیہِ مفتیِ اعظم ہیں۔ لہٰذا میں ان سے مرید ہو گیا۔ اس وقت اس آزاد نگر، جمشید پور کے ہم چار آدمی تھے۔ میں محمد دانش رضا رضوی، شہباز خاں رضوی، محمد ندیم رضوی، اور محمد اقبال رضوی۔ ہماری خوش نصیبی کہ ہم چاروں کو حضرت نے اپنے سامنے بٹھا کر مرید کیا۔

کیف و سرور کا حصول ایک خاص بات یہ ہے کہ جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے روضہ کے پاس پہنچا تو ایک عجیب روحانی کیفیت محسوس ہوئی تھی، ٹھیک اسی طرح کا روحانی کیف و سرور حضور امینِ شریعت کی بارگاہِ اقدس میں محسوس ہوا۔ **فللہ الحمد**

جناب محمد توقیر احمد رضوی کا بیان

جناب محمد توقیر احمد رضوی ولد ڈاکٹر علی حسین مرحوم دھتکیڈیہ بی بلاک لائن نمبر۔۱، جمشید پور (جھارکھنڈ) میں رہتے ہیں۔ یہ بھی حضور امینِ شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید ہیں۔ ۹؍رجب المرجب ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۰؍اکتوبر ۱۹۹۹ء کی تاریخ آپ کے شجرہ میں مرقوم ہے۔ اسی مجلس میں ان کی اہلیہ نشاط بانو، منجھلے بھائی جناب ذوالفقار احمد، ان کی اہلیہ شاہینہ، ان کی ہمشیرہ اصغری بیگم اور ان کے شوہر محمد رمضان علی صاحبان بھی مرید ہوئے۔ جب کہ اس سے کئی سال قبل ان کے برادرِ اکبر جناب نسیم احمد رضوی صاحب، ان کی اہلیہ صاحبہ اور ان کے صاحبزادہ تہذیب رضوی صاحب حضرت سے مرید ہو چکے تھے۔

محمد توقیر احمد رضوی کا کہنا ہے کہ حضرت مفتی مسلم حسین رضوی علیہ الرحمہ اور آپ (محمد عابد حسین قادری نوری) نے مجھ سے فرمایا کہ بابو! حضرت جیسے دیندار اور متقی پرہیز گار پیر نہیں ملتے ہیں، آج کل بہت سے ڈھونگی پیر ملتے ہیں، اس لیے حضرت سے مرید ہو جاؤ، جب حضرت کی میں نے زیارت کی تو واقعی جیسا آپ لوگوں نے فرمایا تھا ویسا ہی حضرت کو پایا، نہایت وجیہ وخوبصورت اور متقی و پرہیز گار پایا، بیعت کے بعد ہمیں محسوس ہوا کہ ہم نے جس مرشد گرامی کا دامن پکڑا ہے، وہ واقعی ہمارے لیے بہترین وسیلہ ہیں اور کل قیامت کے دن ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور ہمارے کام آئیں گے۔

میں حضرت کے صدقے الحمد للہ !اہل سنت و جماعت مسلکِ اعلیٰ حضرت پر گامزن ہوں، اوراللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آخری دم تک اسی پر ثابت قدم رکھے،اور ہمارے بال بچوں کو بھی اسی پر ثابت قدم رکھے۔الحمد للہ ! حضرت کےصدقے نمازوں کے بعد کچھ وظائف بھی پڑھ لیتا ہوں۔

گھبراہٹ کےازالے کیلئے دعا کی تلقین

خطیب ذیشان مولانا عبدالمبین نظامی صاحب،غوث باد ضلع جامتاڑا(جھارکھنڈ) کے رہنے والے ہیں، فی الحال فاروقی مسجد،شاستری نگر،جمشید پور کےخطیب وامام ہیں۔آپ فرماتے ہیں:

۲۰۱۲ء میں حضور امینِ شریعت کی زیارت کرنے رائے پور پہنچا۔ حضرت سے شرفِ لقا کے بعد عرض کیا کہ مجھے امامت کے وقت سخت گھبراہٹ ہونے لگتی ہے،اس کے ازالہ کے لیےکوئی ترکیب بتائیں؟ حضرت نے فرمایا کہ نمازوں سے قبل یہ دعا گیارہ بار پڑھ لیا کریں۔

’’اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ‘‘اور نمازوں سےفراغت کے بعد گیارہ بار یہ دعا پڑھیں۔’’اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلاً‘‘

حاجی ممتاز احمد رضوی کا بیان

الحاج ممتاز احمد قریشی رضوی،مخدوم پورمسجد روڈ، ٹاٹا نگر، جمشید پور میں رہتے ہیں،موصوف ۱۷/نومبر ۱۹۹۴ء میں امینِ شریعت حضرت علامہ سبطین رضا علیہ الرحمۃ والرضوان سے مرید ہوئے۔چونکہ حضرت کا جمشید پور میں کئی بار دورہ

ہوا، اس لیے آج بھی آپ کے کافی مریدین یہاں موجود ہیں ۔مخدوم پور، دھتکیڈ یہہ ،آزادنگر اور جواہر نگر کے اہل سنت زیادہ تر آپ کے اور حضور تاج الشریعہ دامت برکاتھم العالیہ کے حلقہ بگوش ہیں۔

گھر سے تصویر نکلوادی:۔ شریعت مطہرہ پرعمل کرانے اورامر بالمعروف ونہی عن المنکر کے حوالے سے سرکار مفتی اعظم اور حضور امینِ شریعت علیہما الرحمۃ والرضوان کی عادت کریمہ رہی ہے کہ جب بھی کہیں خلاف اسلام چیز دیکھی برملا منع فرمایا۔تصویر سے سختی سے منع کرنا بھی اسی قبیل سے ہے،حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے واقعات کو''جہانِ مفتی اعظم'' اور''مفتی اعظم کی استقامت و کرامت''میں پڑھیےاور حضور امینِ شریعت علیہ الرحمہ کے حوالے سے یہاں ایک واقعہ پڑھیے:

الحاج ممتاز احمد قریشی فرماتے ہیں کہ میرے گھر میں حضرت تاج الدین بابا ناگپور علیہ الرحمہ کا فوٹو تھا۔ جب حضور امینِ شریعت ۱۹۹۴ء میں میرے غریب خانہ میں تشریف لائے تو ان کی نظر اس تصویر پر پڑ گئی ،حضرت نے فرمایا اسے ہٹاؤ۔اور جب عشا کا وقت ہوا تو لوٹے سے وضوفرمایا۔ہم نے دیکھا کہ نہایت اطمینان سے وضوفرمایا،اعضاے وضو پرخوب احتیاط کے ساتھ پانی بہایا اور مسح کیا،ایک اندازہ کے مطابق وضو بنانے میں پندرہ منٹ لگے ہوں گے۔

حضرت کی دعا سے کھانے میں برکت بعد نماز عشا کھانے کے لیے

دسترخوان چنا گیا، ہم نے حضرت اور ان کے ساتھ آنے والے پانچ چھ آدمی اور اپنے گھر کے افراد کے لیے کل پچیس آدمی کے کھانے کا انتظام کیا، اب جب کہ کھانے کے لیے دسترخوان بچھایا گیا تو کافی لوگ جمع ہو گئے، حضرت دسترخوان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اور وہ لوگ کھڑے تھے، حضرت نے فرمایا آپ لوگ کھڑے کیوں ہیں؟ بیٹھ جائیں۔ اتنا کہنے پر وہ لوگ بھی کھانے میں شریک ہو گئے یہ منظر دیکھ کر میری حالت دیگرگوں ہونے لگی، دل میں گھبراہٹ شروع ہو گئی کہ اب عزت کیسے بچے گی، مگر ہوا یہ کہ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور! آپ خود سالن لگائیں، حضرت نے گوشت کی صرف ایک بوٹی نکالی اور ایک روٹی لی، صرف اسی قدر کھانے پر اکتفا فرمایا، کھانے کے بعد دعا فرمائی، اس موقع سے کھانے میں اتنی برکت ہوئی کہ حضرت نے تو وہی مختصر کھانا تناول فرمایا، مگر بقیہ لوگوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا، جملہ اہل خانہ نے بھی کھا لیا، ہمارے پیر بھائی لوگ بھی شکم سیر ہو کر کھائے مگر کھانا ختم نہ ہوا، حضرت کی یہ کرامت ہم نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھی۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ حضرت نے آرام کیا، پھر عبادات میں مشغول ہو گئے، ان سے فراغت کے بعد میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور! مجھے شوگر کا مرض ہو گیا ہے، کوئی تعویذ عنایت فرمائیں، تو حضرت نے ایک تعویذ مرحمت فرمایا اور ہمدرد دواخانہ کی ایک دوا کا نام بھی لکھ کر دیا کہ اسے کھایا کرو۔

حضرت کی دعا سے غریبی دور ہو گئی | حاجی صاحب موصوف نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے راقم الحروف سے فرمایا کہ ''اسی موقع سے جناب

نسیم القادری صاحب بھی ، جن کا ایک سال قبل انتقال ہو گیا ، حضرت سے مرید ہوئے تھے، پہلے ان کی حالت نہایت تنگ دستی کی تھی ، مالی حالت سخت خراب تھی ، ریڈی میڈ کپڑے کا کاروبار فٹ پاتھ پر کیا کرتے تھے، انھوں نے بھی حضرت سے تعویذ کا مطالبہ کیا اور حضرت نے عنایت بھی فرمایا۔اس تعویذ کا اثر یہ ہوا کہ ایک ہفتہ بھی نہ گزرا کہ فضل الٰہی سے سعودی عرب میں ملازمت کے لیے جانے کی سبیل پیدا ہوگئی ، اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک شخص تلاش کرتے ہوئے ان کے پاس پہنچا اور کہا کہ ایک آدمی کا وانٹ آیا ہے،تم بیرونِ ملک جاؤ گے،اس نے کہا میرے پاس تو وہاں جانے کے لئے روپے نہیں ہیں ،تو اس نے کہا میں تمہیں روپے دیتا ہوں ، بعد میں تم ادا کر دینا ، چنانچہ وہ جناب سعودیہ عربیہ ملازمت کرنے چلے گئے ،اور کافی روپے کما کر خوش حال ہو گئے ، گھر بھی قاعدے کا بنا لیا ، وہاں سے واپسی کے بعد حضرت کی بہت تعریف کرنے لگے کہ ان کی دعا سے میرا کام بن گیا،اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے‘‘۔

حاجی صاحب موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ:

’’حضرت کے میرے غریب خانے میں قدم رکھنے کی برکت سے میرے کاروبار میں کافی برکتیں ہونے لگیں،میرا کاروبار اس قدر عروج و ترقی پایا کہ میں اسے بیان نہیں کر سکتا‘‘۔

’’حضرت نے اس موقع سے میرے یہاں غسل بھی فرمایا تھا، غسل کے لیے پردہ کا کافی اہتمام کیا،غسل خانے کی کھڑکی کے سوراخ کو بھی

کپڑے سے بند کروایا۔‘‘

اسی موقع سے ہمارے گھر کے سارے افراد کے قلوب حضرت کی طرف کھنچ گئے اور سب آپ کے دامن سے وابستہ ہوگئے۔ یہ میرا لڑکا (عزیزم اشتیاق احمد رضوی) اور امتیاز احمد، اہلیہ مرحومہ سعیدہ خاتون، بڑی لڑکی عرشی نور انہیں کے حلقۂ ارادت میں داخل ہیں اور محلّہ کے اور بھی بہت لوگ ان سے مرید ہوئے۔

الحاج پرویز اختر رضوی کا بیان ۲۳ ربیع الاول شریف ۱۴۲۳ھ کو مدرسہ رضائے غوث گولموری کے صدر جناب پرویز اختر رضوی صاحب خواجہ کالونی ۱/۱۷۔ گولموری، جمشید پور نے درج ذیل بیان راقم الحروف کو تحریر کروایا۔

موصوف نے فرمایا کہ میں پہلے اپنے بڑے ابّا جناب ایوب خاں مرحوم کے ساتھ پارک سرکس کلکتہ میں رہتا تھا۔

پارک سرکس میں برابر کانفرنسیں ہوا کرتی تھیں اور کافی علمائے کرام و مشائخ عظام شریک ہوا کرتے تھے، خاص طور سے حضور مفتی اعظم، حضرت علامہ سبطین رضا علیہما الرحمۃ والرضوان اور حضور تاج الشریعہ قبلہ کا قیام ہمارے غریب خانے میں ہوا کرتا تھا، ہمارے بڑے ابا مرحوم سرکار مفتی اعظم سے مرید تھے، اس لیے ان کے حکم سے ان مشائخ کرام کی ہم خوب خدمت کیا کرتے تھے۔ اس موقع سے حضرت امینِ شریعت علامہ سبطین رضا علیہ الرحمہ کی بھی زیارت کی تھی، پھر میں جب جمشید پور میں رہنے لگا تو ایک مرتبہ حضرت موصوف الحاج محمد علی صاحب رضوی گولموری کے گھر تشریف لائے، میں نے جب حضرت کی زیارت

کی تو یہ محسوس کیا کہ یہ تو سراپا حضور مفتی اعظم کے عکس جمیل ہیں، لہذا میں ان سے مرید ہو گیا، میری اہلیہ یاسمین اختر خانم بھی ان ہی کے دامن سے وابستہ ہو گئیں، ان کی دعا سے الحمد للہ! میں ترقی پر ہوں اور ان کے صدقے فضل مولیٰ سے سب کام بن جاتے ہیں، دعا ہے کہ ہمارے پیر و مرشد علیہ الرحمۃ والرضوان کے درجات کو اللہ تبارک وتعالیٰ بلند سے بلند تر فرمائے، ساتھ ہی ہمارے والد گرامی محمد منیر اور بڑے ابا حضور ایوب خاں صاحب کی مغفرت فرمائے اور ہماری والدہ مکرمہ بدر النسا کو دنیا و آخرت کی بھلائی اور میرے بچوں کو کامیابیاں عطا فرمائے۔

الحاج معین الدین صاحب کا بیان

الحاج معین الدین صاحب رضوی پھل والے سابق صدر مسجد طیبہ جواہر نگر روڈ نمبر ۱۳ جمشید پور، حضور امینِ شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کے چہیتے مرید ہیں، موصوف کو حضرت سے اس قدر محبت و عقیدت ہے کہ جب آپ کا وصال ہوا تو کہنے لگے کہ اب ہم تمام پیر بھائی یتیم و بے سایہ ہو گئے، موصوف نے بریلی شریف پہنچ کر حضرت کے چہلم شریف کے پروگرام میں بھی شرکت کی سعادت حاصل کی، موصوف نے حضرت کے تعلق سے درج ذیل گوشے پر روشنی ڈالی،

''حضرت میرے غریب خانے جواہر نگر روڈ نمبر ۱۳ میں چار بار تشریف لائے۔ جب بھی میرے یہاں قیام فرمایا میں نے دیکھا کہ عورتوں کو حجرہ کے اندر آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے، اگر عورتیں مرید ہونے کے لیے آتیں تو گھر کے باہر انہیں ٹھہرا کر اور کپڑا پکڑوا کر مرید کرتے، انہیں کبھی اپنی نظر کے سامنے نہیں

آنے دیتے تھے۔ جب آپ سے لوگ ارادت میں لینے کی درخواست کرتے تو فرماتے صرف مرید ہونے سے کام نہیں چلے گا بلکہ اس کے ساتھ دین پر عمل پیرا ہونا ہوگا۔ پابندی کے ساتھ نمازیں ادا کرنی ہوں گی، کبھی یہ فرماتے کہ آپ مکمل پابندی کے ساتھ نمازیں پڑھا کیجئے۔ یہ نہیں کہ یہاں آئے اور بیعت ہوگئے اور نمازوں سے غافل رہے۔ دین اسلام پر سختی سے عمل پیرا ہونا چاہئے۔

کھاتے وقت اور بھی لوگ شریک ہوتے اور کسی کا سر کھلا ہوتا تو تاکید کرتے کہ سر ڈھک کر کھانا چاہئے، کھلا سر کبھی نہیں کھانا چاہئے۔ روٹی ٹکڑی کر لیتے اس کے بعد ہی تناول فرماتے۔

مفتی مسلم حسین رضوی شمسی علیہ الرحمہ چٹیا، ضلع بانکا (بہار) سے بھی حضرت بہت محبت فرماتے تھے، ان دونوں کے مابین گہری قربت ولگاؤ اور اچھے مراسم تھے۔ حضرت تین بار موصوف کے ساتھ ہی میرے گھر تشریف لائے۔

حضرت علامہ کا احترام

ایک خاص بات یہ ہے کہ ۲۰۰۲ء سے قبل کسی سن میں یہاں جواہر نگر میں مدرسہ رضائے طیبہ کے جلسہ میں حضور امینِ شریعت علیہ الرحمہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کو جب معلوم ہوا کہ حضور تشریف لائے ہوئے ہیں تو ان سے ملاقات کے لیے حضرت کی قیام گاہ پر تشریف لے آئے۔ جب کہ ان دنوں حضرت علامہ علیہ الرحمہ سخت علیل تھے، مگر ان کی حضرت سے محبت تھی کہ ملاقات کے لیے خود تشریف لے آئے۔ جب حضرت کو

معلوم ہوا کہ علامہ تشریف لا رہے ہیں تو استقبال کے طور پر اپنی قیام گاہ سے نکل کر باہر تشریف لے آئے اور علامہ سے ملاقات کی ، اس واقعہ سے یہاں کے لوگ بہت متأثر ہوئے۔

حضرت مرجع خلائق تھے ،کوئی دعا کرواتا ، کوئی پانی دم کرواتا ، کوئی تعویذ لیتا، کسی کو حکیمی دوا لکھ کر دیتے تھے، عورتیں اپنی فریاد چھوٹے بچوں کو واسطہ بنا کر سناتیں اور بامراد ہوتیں تھیں۔

بہتوں کو تعویذات دیئے، مجھے بھی میری اہلیہ کو شفا کے لیے تعویذ دیا تھا۔ میرا پورا گھر حضرت سے محبت رکھتا ہے، میں تو حضرت کا مرید ہوں ہی، میری اہلیہ نور عائشہ خاتون ،لڑکے، محمد جمیل پرویز، محمد ابرار پرویز ، اور میری لڑکی شگفتہ پروین بھی حضرت کے دامن سے وابستہ ہیں۔ میں حضرت سے دعا لینے چار پانچ بار رائے پور بھی پہنچا تھا‘‘۔

محمد نسیم احمد کا بیان

محمد نسیم احمد رضوی مکان نمبر ۱۰۷/ روڈ نمبر ۱/ دھتکیڈیہہ ،بی بلاک، جمشید پور، کہتے ہیں کہ انجمن فیضانِ ملت فیض العلوم دھتکیڈیہہ کے زیرِ اہتمام ۱۱/ ۱۲/ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۱/ ۲۲/ ستمبر ۱۹۹۱ء کو عید میلاد النبی ﷺ کا دو روزہ جلسہ تھا، آپ (محمد عابد حسین قادری نوری) نے اس جلسہ میں پیر و مرشد حضور امینِ شریعت کو مدعو کیا تھا، اور اس موقع سے آپ کے کہنے پر حضرت اور دیگر علمائے کرام

وشعرائے عظام کے کھانے کی دعوت میں نے کی تھی۔ میری خوش قسمتی کہ حضرت میرے گھر تشریف لائے اور کھانا تناول فرمایا۔اس موقع سے میں، میری اہلیہ حسن آرا، میرا لڑکا تہذیب اکرم رضوی اور میری لڑکی زیبا آرا ترنم حضرت سے مرید ہوئے۔ ۱۹۹۳ء میں بھی مذکورہ انجمن کے جلسہ میں حضرت آپ کی دعوت پر تشریف لائے اور میرے گھر کو اپنے قدومِ میمنت لزوم سے نوازا۔ میرے اوپر حضرت کی خاص توجہ رہتی تھی ،اس لیے ایک صاحب کے یہاں مانگو میں جب تشریف لائے ،اس موقع سے بھی میری دعوت پر میرے غریب خانہ میں تشریف لائے ،اس موقع سے میرے دونوں بھائی محمد توقیر احمد، محمد ذوالفقار احمد اور بہن بہنوئی بھی ان کے دامن میں آگئے۔ حضرت کے قدم کی برکت ہے کہ اس وقت سے آج پچیس سال کا عرصہ ہو گیا کہ جلسۂ عید میلا دالنبی ﷺ کے موقع سے مدعو سارے علمائے کرام وشعرائے عظام، مدرسہ فیض العلوم کے اساتذہ فخام اور بہت سے طلبہ کی دعوت میرے یہاں اسی اہتمام کے ساتھ ہوتی ہے،کبھی ناغہ نہ ہوا۔اور میں نے بھی حضرت سے کافی محبت و لگاؤ باقی رکھا۔ بریلی شریف اور کانکیر بھی حاضر ہوکر حضرت سے ملاقاتیں کیں۔حضرت آپ (محمد عابد حسین قادری نوری) کو بھی بہت یاد رکھتے تھے، میں جب حضرت سے ملاقات کے لیے پہنچا تو فرمایا: مولانا عابد حسین کو میرا سلام کہیے گا۔

اور میری اہلیہ حسن آرا کا کہنا ہے کہ حضور پیرومرشد آج سے سولہ سال قبل جگسلائی (جمشید پور) میں ایک صاحب کے یہاں تشریف فرما تھے۔اس زمانے

میں میری بہن نسرین (گولموری، جمشید پور) بیمار رہتی تھی ،اسے برابر بخار رہتا تھا،اس کے شوہر اسلم صاحب کے ایک دوست تھے،انہوں نے اس سے کہا کہ حضرت پیر صاحب جگسلائی میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔میں ان سے ملاقات کے لیے جا رہا ہوں،آپ کو بھی کوئی ضرورت ہو تو بتائیں،ان سے دعا کروا دوں گا نسرین نے کہا کہ آپ حضرت کے پاس جایئے اور میرے بخار کے بارے میں دعا کروا دیجئے گا،وہ جناب گئے اور حضرت سے نسرین کی شفا کے لیے دعا کی درخواست کی ،حضرت نے فرمایا: اس کی والدہ کا نام کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کی ماں کا نام تو مجھے معلوم نہیں ہے ، پھر حضرت نے خود ہی فرمایا: اس کی والدہ کا نام صغریٰ خاتون ہے اور وہ پردہ فرما چکی ہے، اس کے بعد حضرت نے نسرین کے حق میں دعا کی اور وہ بالکل شفایاب ہوگئی۔اس واقعہ سے ہم لوگوں کو بہت حیرت ہوئی۔

میں حضرت سے ملاقات کے لیے اپنے شوہر نامدار کے ساتھ حضرت کی خانقاہ میں کانکیر شریف بھی جا چکی ہوں ، حضرت نے ہمیں بہت کچھ نوازا۔حضرت نہایت اخلاق مند شخصیت تھے،ان کی اہلیہ محترمہ ہماری پیرانی اماں صاحبہ اور ان کی شہزادی صاحبہ بھی بہت اخلاق کے ساتھ پیش آئیں اور خوب مہمان نوازی کی۔ان کی خادمہ صاحبہ نے بھی ہمارے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ان کی خادمہ صاحبہ کا فون نمبر بھی لے کر آئی تھی ، جب بھی کوئی ضرورت در پیش ہوتی تو ان کے پاس ٹیلیفون کرتی وہ حضرت سے دعا کرواتیں اور میرا کام بن جاتا تھا،ایک بار میں بیمار پڑ گئی

تھی، حضرت خادمہ صاحبہ کے پاس ٹیلیفون کیا، انہوں نے حضرت سے دعا کروادی میں بالکل صحت یاب ہوگئی۔ حضرت پیرانی اماں کو اس قدر خوش اخلاق پائی کہ اس علاقہ اور دور دراز علاقہ سے ارادت میں داخل عورتیں ان کی بارگاہ میں اپنی ضرورت کی باتیں رکھتیں اور وہ حضرت سے عرض کر کے ان کی ضرورتیں پوری کرواتیں اور دعائیں کرواتی تھیں۔ حضرت پیرانی اماں کو میں نے دیکھا کہ خوب نماز و وظائف میں مشغول رہتی تھیں۔ عبادت میں بیٹھ جاتیں تو دنیا و مافیھا سے بے نیاز ہو جاتیں، کیا وقت گزرا کوئی خبر نہیں رکھتی تھیں، اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات کو بلند تر فرمائے۔

حضرت شیخ کو پکارنے سے مددِ خداوندی

جن سیدہ وسیمہ باجی کا بیان

جن موصوفہ نے اپنے پیر و مرشد حضور امینِ شریعت کے تعلق سے شاملِ کتاب کرنے کے لیے ایک مکتوب راقم الحروف کے پاس مستان بابا روڈ، اسلام نگر کپالی، ضلع سرائے کیلا سے ارسال کیا ہے جسے میں ان شاء اللہ! من وعن یہاں نقل کروں گا۔ نیز موصوفہ نے ایک تحریر میرے پاس بھیجی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

"جب مجھے حج کرنا تھا تو میں نے پاس پورٹ بننے کے لیے کاغذات رانچی بھیجے، مگر پاس پورٹ بن کر نہ آیا، انتظار میں کافی ایام گزر گئے۔ جب کہ حج کے لیے میں نے ایک لاکھ (۱۰۰۰۰۰) روپے جمع کردیئے تھے۔ جب میں نے

محسوس کیا کہ پاس پورٹ نہ آنے کے سبب میرا زبردست خسارہ ہوگا اور حج بھی نہ کرسکوں گی تو ایک شخص کے ہمراہ پاس پورٹ آفس رانچی گئی۔ وہاں پہنچنے پر بھی کسی طرح کامیابی نہیں ملی اور پاس پورٹ بنانے والے نے حیلہ بہانہ کرکے اسے بنانے سے انکار کردیا۔ اس وقت میرے دل پر کیا گزر رہا تھا، وہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، جب میں مایوس ہوگئی تو میں نے کہا، یا اللہ! میں تیرے دربارِ عالی میں حاضری دینا چاہتی ہوں اور یہ لوگ میرا پاس پورٹ نہیں دے رہے ہیں۔ اگر میں حج و زیارت نہ کرسکی تو کل قیامت میں میرا مؤاخذہ نہ فرمانا۔ اسی گھبراہٹ و بے چینی کے عالم میں میری زبان سے یہ جملہ نکل گیا۔ یا شیخ! اس کا نکلنا تھا کہ فضلِ مولیٰ سے سارے مرحلے طے ہوگئے۔ ساری رکاوٹیں دور ہوگئیں اور تھوڑی ہی دیر میں آفس والے نے پاس پورٹ بنا کر میرے حوالے کردیا۔ اور بفضلِ خدا و بطفیلِ مصطفیٰ ﷺ میں حج و زیارت سے شرف یاب ہوکر آ گئی۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ میرے پیر و مرشد علیہ الرحمۃ والرضوان کی کرامت ہے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ان کے صدقے ہماری ہر جائز اور نیک مرادیں پوری فرمائے۔

مکتوب پر لفظ ''قطمیر'' کا لکھنا

''ایک بار میں نے حضور مرشد علیہ الرحمہ کے پاس خط لکھا۔ اس کے بھیجتے وقت میں نے چاہا کہ اس پر ''قطمیر'' لکھ دوں (قطمیر اصحابِ کہف کے کتے کا نام ہے، جس کی برکت سے وہ چیز چوری وغیرہ سے محفوظ رہتی ہے، جس پر یہ نام مرقوم ہوں) مگر مجھے یہ خیال آیا کہ کہیں حضرت یہ نہ سمجھ لیں کہ میرے نام کا خط بھی کہیں گم ہونے کو ہے کہ وسیمہ نے اس پر

’’قطمیر‘‘ لکھ دیا ہے، اس لیے چاہ کر بھی یہ نام لکھنا میں نے ترک کر دیا۔ لیکن اس وقت میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب حضرت نے میرے پاس جواب کا خط ارسال فرمایا تو اس میں تین مقامات پر قطمیر لکھا ہوا تھا، میں سمجھ گئی کہ حضرت نے مجھے اسے نہ لکھنے پر تنبیہ اور لکھنے کی تاکید فرمائی ہے‘‘۔

جن صاحبہ مزید فرماتی ہیں کہ

’’اس وقت حیرت بالائے حیرت ہوئی کہ حضرت کے پاس مکتوب لکھا تھا میں نے، مگر حضرت نے جوابی خط میرے شوہر نامدار جناب حاجی عظیم اللہ صاحب کے نام سے بھیجا۔ معلوم نہیں حضرت کو میرے شوہر موصوف کا نام نامی کیسے معلوم ہوا جب کہ میں نے ان کے نام کا تذکرہ نہ کیا تھا‘‘۔ اب حضرت کا مکتوب گرامی ملاحظہ کیجئے۔

محبی جناب عظیم اللہ صاحب

سلام مسنون!

طالبِ خیر بحمدہٖ تعالیٰ مع الخیر ہے، آپ کی اہلیہ کا ۱۷ رمئی کا خط کانکیر پہنچا تھا، میں ان دنوں سفرِ حج کیلئے روانہ ہو چکا تھا، بعدِ حج پھر بغداد شریف، کربلائے معلیٰ وغیرھا پہنچ کر حاضری دیتا ہوا آخرِ جون میں کانکیر پہنچا تو دوسری ڈاک کے ساتھ اسے بھی موجود پایا، خیریت معلوم کر کے خوشی ہوئی، امید ہے کہ مکان کا تعمیری کام شروع ہو چکا ہوگا۔ مولیٰ تعالیٰ جلد اسے پایۂ تکمیل کو پہنچائے اور تادیر

اس میں رہنا نصیب فرمائے، آمین۔

آج کل بریلی اپنے وطن آیا ہوا ہوں اور یہیں ڈاک کے جوابات لکھ رہا ہوں۔ بارہویں شریف تک خدا چاہے واپسی ہوگی، مولانا عابد حسین صاحب سے میرا اسلام کہئے گا، گھر میں بھی سب کو سلام و دعا کہیں۔ خیریت و عافیت سے گاہے گاہے مطلع کرتے رہا کریں۔ فقط والسلام

دعا گو: سبطین رضا غفرلہ

محلّہ کانکرٹولہ، اولڈ سیٹی، بریلی شریف (یوپی)

۲۰/۷/۱۹۹۴ بروز بدھ

نوٹ: اس مکتوب میں چند نکات قابل لحاظ ہیں (۱) عریضہ نامہ ارسال کیا تھا، آپ کی مریدہ جن وسیمہ رضویہ نے، مگر حضرت نے اس کا جواب ان کے نام سے نہ دیا بلکہ ان کے شوہر الحاج عظیم اللہ صاحب کے نام سے دیا۔ اس میں وہ راز ہے جو متقین و ابرار لوگوں ہی کے سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ (۲) اس میں احقر عابد حسین قادری نوری مصباحی کو بھی سلام سے یاد کیا ہے، اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے لوگوں کے ذریعہ سلام و دعا سے یاد کرتے رہے، اس سے اپنوں کو یاد رکھنے اور اصاغر نوازی پر خاصی روشنی پڑتی ہے، (۳) ہر خرد و کلاں کے سوال یا خط کا جواب دینا حضرت اخلاقی فریضہ سمجھتے تھے۔ (۴) جن موصوفہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سے مکان بن جانے کی دعا کی درخواست کی تھی،

فضلِ خداوندی سے آپ کی دعا قبول ہوئی اورآسانی کے ساتھ میرا مکان پایۂ تکمیل کوپہنچ گیا۔دشواریوں کا سامنا نہ ہوا۔اوربیس سال سے اس میں رہنا نصیب ہے۔ آگے اللہ بہتر جانتا ہے۔

یہ حضرتِ مرشد کی دعا ہی کا اثر ہے کہ میری ،میرے شوہرِ نامدار، میری نورِنظر غزالہ عظیم عرف جوہی اور میرے داماد فیروز عالم صاحب کی زندگی کامیاب طور سے گزر رہی ہے،اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے درجات کومزید بلند فرمائے۔

محافلِ ایصالِ ثواب مشہور مقولہ ہے ’’مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ ‘‘ (عالِم کی وفات عالَم کی وفات ہے)اس کے پیشِ نظر حضور امینِ شریعت کی وفاتِ مقدسہ سے دنیائے اہلسنت میں زبردست خلا واقع ہوگیا۔

سنیت میں رخنہ پڑ گیا، ہرطرف ماتم بچھ گیا۔ یہ صرف مولانا سلمان رضا خاں جانشینِ حضور امینِ شریعت اور بقیہ وارثین کے لیے صدمہ کی باعث نہ تھی، بلکہ پورے اہلسنت کی بات ہے،ہم ان سب کے غم میں برابر کے شریک ہیں، بلا شبہ اس خبرِ جانکاہ کے بعد اتر پردیش ،چھتیس گڑھ ،مدھیہ پردیش کے علاوہ جھارکھنڈ اور دیگر صوبہ جات کے اہلسنت بھی سوگوار ہوگئے۔ ہر علاقہ سے لوگ آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کے لیے بڑی تیزی کے ساتھ روانہ ہوگئے ۔اور جوکسی وجہ سے بریلی شریف نہ پہنچ سکے وہ اپنی مسجدوں یا اداروں یا گھروں میں قرآن خوانی، فاتحہ خوانی اورتعزیت کی محفلیں منعقد کرکے

خراجِ عقیدت پیش کیا،ایصالِ ثواب کیا۔

مدرسہ فیض العلوم جمشید پور کے اراکین ، اساتذۂ کرام اور طلبہ بھی سخت صدمے سے دوچار ہوئے ،مگر فیصلۂ الٰہی کے سامنے کوئی چارۂ کار نہیں سوائے اس کے کہ صبر کیا جائے ، راضی برضائے الٰہی رہا جائے ۔قرآن شریف اور فاتحہ پڑھ کر، صدقات وخیرات کر کے ایصالِ ثواب کیا جائے ،دعائیں کی جائیں ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ، شہر جمشید پور اور دیگر علاقوں میں خوب ایصالِ ثواب کی محفلیں منعقد کی گئیں ،کل ہو کر ۱۰ /نومبر ۲۰۱۵ء بروز منگل مدرسہ فیض العلوم کے ذمہ داروں کے حکم سے قبلِ عصر طلبہ نے مکہ مسجد میں جمع ہو کر قرآن خوانی کی ۔ بعد نمازِ عصر اعلان کیا گیا کہ سارے مقتدیان وطلبہ رک جائیں ۔ فاتحہ خوانی ہوگی ، چنانچہ سب رک گئے ، راقم الحروف محمد عابد حسین قادری نوری مصباحی نے حضور امینِ شریعت کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کیا ۔ان کی حیات وخدمات پر مختصر روشنی ڈالی ۔ بعدہٗ فاتحہ پڑھی گئی ۔اس فاتحہ میں خطیر رقم تین ہزار روپے سے اچھی خاصی شیرنی کا انتظام کیا گیا تھا۔اس مجلس کے انعقاد میں مولانا نصیر احمد صاحب ناظم مدرسہ، حافظ فہیم اختر صاحب امام مکہ مسجد اور جناب محمد فاروق رضوی صاحب، آزادنگر کی خاص معاونت رہی۔

راقم الحروف اور دیگر خواجہ تاشانِ سلسلہ کی خوش بختی کہ عرس رضوی کے زرین موقع سے حضرت علیہ الرحمہ کے مزار پرانوار پر حاضری دینے اور فاتحہ کی

شکل میں خراج عقیدت پیش کرنے کی سعادت ملی۔ نیز ۲۴؍صفر المظفر ۱۴۳۲ھ کو ریلوے گراؤنڈ کانکرٹولہ بریلی میں منعقد ہونے والے جلسۂ چہلم شریف (زیر صدارت حضرت مولانا سلمان رضا خاں) میں شرکت اور علما و مشائخ کرام کی تقاریر اور شعرائے عظام کی زبانی نعت ومنقبت سماعت کرنے کا شرف ملا۔ اس میں شرکت کرنے والوں میں جمشید پور کے مولانا برہان الہدیٰ رضوی ، الحاج معین الدین رضوی صاحب، شعیب حسین عرف راج، محمد جاوید، محمد جہانگیر اور محمد علی رضا برکاتی وغیرھم صاحبان خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ اس کانفرنس میں کافی بھیڑ تھی، عاشقوں کا امنڈتا ہوا سیلاب تھا۔ دسیوں ہزار کا مجمع رہا ہوگا۔ چوٹی کے علما ومشائخ جلوہ بار تھے۔ حضور تاج الشریعہ کی دعا، حضور محدث کبیر، مولانا عبدالمصطفیٰ رودولوی اور قاری دلشاد صاحب بنارس وغیرھم کی تقاریر نے، حضرت زیب سجادہ کی صدارت اور مولانا خالد علی رضوی اور مولانا الیاس فیضی صاحبان کی نقابت نے مجلس کی رونق میں چار چاند لگا دیا تھا۔

مدرسہ فیض العلوم کے علاوہ مرکزی دارالقرات ذاکرنگر اور ضیائیہ دارالقرات میں بھی قرآن خونی، فاتحہ خوانی ہوئی اور مجلس تعزیت بھی منعقد ہوئی تھی، جس کی رپورٹیں اخبار میں شائع ہوئی تھیں۔ ہم اسے یہاں درج کرتے ہیں۔

ضیائیہ دارالقراءت جمشید پور میں محفلِ خراج عقیدت

جمشید پور ۱۹؍نومبر:۔(قاری شاہنواز انور) ضیائیہ دارالقراءت واقع روڈ نمبر۳، خواجہ غریب نواز کالونی، جمشید پور کی جانب سے امینِ شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ کے ایصالِ ثواب کے لئے پروگرام کا انعقاد کیا گیا جس کی صدارت ادارہ کے بانی وصدر حضرت علامہ ومولانا قاری اسلم ربانی ضیائی صاحب نے فرمائی۔ پروگرام کا آغاز ادارہ کے قاری محمد مصطفیٰ رضا صاحب کی تلاوت سے ہوئی۔ نعت علی حسین احمد ضیا نے پڑھی جبکہ منقبت خلیل بھائی، بھالو باسہ نے پرلطف انداز میں سنا کر سامعین کے دلوں کو باغ باغ کیا۔ حضرت علامہ ومولانا عبد الحنان صاحب چترویدی مدرسہ فیض العلوم، جمشید پور نے سامعین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت علامہ سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کے خاندان کی بلند وبالا شخصیت اور برادرِ اعلیٰ حضرت استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کے پوتے تھے، آپ نومبر ۱۹۲۷ء کو محلّہ سوداگران بریلی شریف میں اس مکان میں پیدا ہوئے جو خانقاہِ عالیہ قادریہ رضویہ کی عقبی جانب واقع ہے، اسی مکان میں آپ کے دادا جان استاذِ زمن قدس سرہ ایک عرصہ تک سکونت پذیر رہے تھے۔ جناب قاری اسلم ربانی ضیائی صاحب نے بھی امینِ شریعت کے حالات پر مختصر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں قدس سرہ سے

بھی علمی وروحانی اکتسابِ فیض کیا اور حضرت ہی کے مرید وخلیفہ تھے۔ پروگرام کا اختتام ادارہ کے مہتمم قاری محمد مقیت الرحمٰن نے صلوٰۃ وسلام ودعائیہ کلمات سے کیا۔ شرکا میں ادارہ کے قاری محمد مصطفیٰ رضا، مفتی شفاعت نوری مصباحی، قاری شاہنواز انور، قاری امجد علی، قاری رضوان، قاری توفیق، قاری محمد عابد حسین رضوی، خلیل بھائی، عبدالقیوم صاحب، شعیب ملک صاحب، نوشاد عالم صاحب و ادارہ کے طلبا کافی تعداد میں موجود تھے۔ واضح رہے کہ ۲۶؍محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۹؍نومبر ۲۰۱۵ء بروز پیر دوپہر، ۱؍بج کر ۴۵ منٹ پر آپ اپنے پیچھے لاکھوں مریدین، عشاق اور معتقدین ورشتہ دار کو چھوڑ کر مالکِ حقیقی کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے بارگاہِ رب العزت کی طرف کوچ کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

قومی تنظیم رانچی۔ ۱۹؍نومبر ۲۰۱۵ء 7277832477

تاریخِ وصال مذکورہ رپورٹ سے حضرت کے وصال کی تاریخ معلوم ہوگئی، اہلِ عقیدت مذکورہ تاریخ میں کانکرٹولہ، پرانا شہر بریلی شریف پہنچ کر اور حضرت کے مزارِاقدس پر فاتحہ پڑھ کر فیوض وبرکات سے مالا مال ہوں۔ اگر جانا نصیب نہ ہو تو اپنے اپنے گھروں یا اداروں میں فاتحہ خوانی وغیرہ کی محفلیں منعقد کریں۔

محمد عابد حسین قادری نوری مصباحی

۱۱؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ۔ ۱۹؍فروری ۲۰۱۶ء

حضور امینِ شریعت جماعتِ اہلِ سنت کے ایک معطر گلِ سر سبد ہیں

مرکزی دارالقراءت میں مجلس ایصالِ ثواب میں علماے کرام کا اظہارِ عقیدت

یوں تو ہر انسان کو ایک دن موت کا جام پینا ہے، مگر جانے والوں میں کچھ نفوسِ قدسیہ بھی ہوتے ہیں، جن کی موت ایک جہان کی موت کا درجہ رکھتی ہے، انھیں میں سے ایک اہم عظمت و شان والی ہستی، اہل سنت و جماعت کی علمی، روحانی اور تحریکی شخصیت حضور امینِ شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ہے۔ جن کا وصال پر ملال ابھی تین دن قبل ۲۶ر محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۹ر نومبر ۲۰۱۵ء بروز پیر ہوا۔

اس موقع سے حضرت کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے مرکزی دار القراءت، ذاکر نگر، جمشید پور میں طلبہ، اساتذہ اور انتظامیہ کی ایک تقریب منعقد کی گئی، جس میں حضور امینِ شریعت کی ہمہ جہت شخصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ادارہ ایک موقر استاذ حضرت مفتی محمد عابد رضا مصباحی نے فرمایا کہ حضور امینِ شریعت اہل سنت و جماعت کے اس گل سر سبد کا نام ہے، جس کی عطر بیز ذات سے پورا جہانِ اسلام فیض پا رہا تھا۔ کیا اپنے اور کیا بیگانے سب ان کی تعلیمات سے بہرہ ور ہو رہے تھے۔ تبلیغِ اسلام کی خاطر آپ نے اپنا چین وسکون، عیش و آرام سب کچھ قربان کر دیا تھا۔ گھر گھر جا کر لوگوں میں تبلیغی مشن کا یہ عالم تھا کہ جب آپ صبح کو سفید کرتے زیب تن فرما کے سائیکل لے کر تبلیغِ اسلام اور

اشاعتِ سنیت کے لیے علاقے میں نکلتے تو شام واپسی تک وہ کپڑے سرخ ہو جاتے تھے۔

اسی طرح ادارہ کے ایک اور استاذ حضرت مولانا احسان الحق مصباحی نے اپنے بیان میں حضور امینِ شریعت کے اخلاقِ عالیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور امینِ شریعت قدس سرہ بلند اخلاق اور پاکیزہ کردار کے حامل، اسلاف کی امانتوں کے سچے وارث و جانشین ،علم وعمل کے پیکرِ جمیل، صدق و صفا اور استقامت و استقلال کے جبلِ شامخ اور مخلص داعیِ اسلام تھے، امیر وغریب ہر ایک کے ساتھ یکساں حسنِ سلوک سے پیش آتے ۔آپ نے سادہ جھونپڑی نما مکان میں رہ کر لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس فرما کر سب کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کا خوگر بنا دیا ۔ یہ حضور امینِ شریعت کی مساعیِ جمیلہ اور بےلوث خدمات کی ایک جھلک ہے، حضرت کی پوری زندگی تبلیغِ اسلام، اشاعت اہلِ سنت اور مخلوقِ خدا کی رہنمائی سے عبارت ہے۔

اس تقریب میں ادارہ کے تمام اساتذہ، طلبہ اور مجلس انتظامیہ کے افراد شریک رہے، خصوصیت کے ساتھ حضرت مفتی محمد شاہد رضا مصباحی، حضرت مفتی محمد امام الدین مصباحی ، حضرت مولانا انتخاب رضا مصباحی ، حضرت مولانا جمال الدین مصباحی ، حضرت قاری نثار احمد مصباحی ، حضرت قاری صابر حسین اشرفی، حضرت قاری صدیق عالم قادری، حضرت قاری قمر الدین نظامی، حضرت قاری اکرام الحق نعمانی، حضرت قاری منصور عالم رضوی، مولانا غلام ربانی فیضی

وغیرہم اور طلبہ موجود تھے۔ حضور امینِ شریعت کے مرید اور ادارہ کے صدر اعلیٰ الحاج مختار صفی رضوی (مسٹر بھائی) نمازِ جنازہ میں شرکت کی غرض سے بریلی شریف تشریف لے گئے۔ یہ تقریب صلوٰۃ وسلام اور ادارے کے صدر المدرسین حضرت مفتی محمد شاہد رضا مصباحی کی پرسوز دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

رپورٹ:۔ محمد دانش برکاتی۔ استاذ مرکزی دار القراءت،

ذاکر نگر، جمشید پور

مدرسہ رضائے غوث میں قرآن خوانی حضور امینِ شریعت کے وصال کے دوسرے روز مدرسہ رضائے غوث، گولموری، جمشید پور، کے صدر المدرسین حضرت حافظ وقاری محمد عابد حسین رضوی صاحب (خلیفۂ حضور مفتی عابد حسین قادری نوری مصباحی، صدر شعبۂ افتا مدرسہ فیض العلوم) نے بھی بعد نمازِ فجر اس مدرسہ میں طلبہ اور مدرسین کو لے کر قرآن خوانی کروائی پھر فاتحہ اور دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔ اس میں مولانا غلام سرور فیضی صاحب بھی شریک تھے۔

رپورٹ:۔ الحاج پرویز اختر رضوی، صدر مدرسہ رضائے غوث

گولموری، جمشید پور

ایمان کی حفاظت کریں، قادری بنیں، غادری نہیں

طاہر الغادری (غین کے ساتھ غدر، غدار، اور غادر سے ماخوذ ہے) پندرھویں صدی کا سب سے بڑا فتنہ ہے، نہایت عیار و مکار اور لمحوں میں پہلو بدلنے والا شخص ہے، وہ وہ ذوالوجہین شخص ہے، جس کی مذمت حدیث شریف میں مذکور ہے۔ وہ سراپا گمراہ اور گمراہ گر ہے جس طرح ذاکر نالائق گمراہ و گمراہ گر ہے۔ اس کو یہود و نصاریٰ کی دولت اور دنیوی شہرت و مقبولیت نے متکبر و مغرور بنا دیا ہے۔ ہر مسلمان سے گزارش ہے کہ سب مل کر حضور پر نور نبی اکرم ﷺ اور حضور غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ بنا کر دعا کریں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے اس صلح کلی اور گمراہ و بد مذہب سے ہمیں، ہمارے اہل و عیال اور سارے سنیوں کو اسی طرح بچائے جس طرح دیوبندیت، غیر مقلدیت، وہابیت، قادیانیت اور دیگر فتنوں سے محفوظ فرمایا، اور سارے اہل سنت اپنی استطاعت بھر اس فتنے کی سرکوبی میں لگ جائیں۔

اس کی میٹھا زہر والی کتابیں اور بیانات ہرگز نہ سنیں، اسے ہرگز اپنے علاقے میں آنے نہ دیں، اگر اللہ و رسول جل وعلا ﷺ کی محبت آپ کے دلوں میں ہے اور اس پر استقامت چاہتے ہیں تو اس سے پورے طور پر نفرت کریں، جیسے شیطان سے نفرت کرتے ہیں، اسکے بیانات اور اس کی تالیفات سے نفرت کریں، ہمیں ایمان پیارا ہے، کسی غادری پادری سے ہمیں کیا سروکار۔

واللہ الھادی وھو المستعان و حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل

نعت شریف

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے　　باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا　　خالق کا بندہ، خلق کا آقا کہوں تجھے

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع　　جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

منقبت

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا　　شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتّا تیرا

(امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ)

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا　　بول بالے میری سرکاروں کے

بطور منقبت پڑھتا ہوں شجرہ اپنے سلطاں کا　　جناب بوالحسین احمد نوری ذیشاں کا
خلیفہ آپ کے ہیں پھر نہ کیوں مخدومِ عالم ہوں　　بھلا کیا پوچھنا ہے مولوی احمد رضا خاں کا
کچھوچھہ اور دہلی، شاہجہاں پور و بریلی میں　　رواں ہے جابجا چشمہ اسی دریا عماں کا
یہ حسرتؔ خادم خدام والا سب کا بلبل ہے　　رضا ہو، فخر ہو، جو پھول ہے تیرے گلستاں کا

(قاضی غلام شبرؔ قادری بدایونی علیہ الرحمہ۔ تذکرہ نورہ، ص ۲۷۳)

حضرت آلِ رسول پاک کے فیضان سے　　نوجواں احمد رضا اعلیٰ حضرت بن گیا
جب بھی کوئی پوچھتا ہے اہلِ سنت کی سند　　پیش کر دیتے ہیں ہم تو اعلیٰ حضرت کی سند

(حضرت سید حسنین میاں نظمی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان)

مرکزیت ہے بریلی کو نصیب　　نقطۂ پرکار ہیں احمد رضا

منارِ قصرِ رضا تو بلند کافی ہے　　تم اس کے پہلے ہی زینے پہ چڑھ کے دکھلا دو
فتاویٰ رضویہ تو اک کرامت ہے　　ذرا حدائق بخشش ہی پڑھ کے دکھلا دو

(حضرت شرفِ ملت اشرف میاں مارہروی دامت برکاتھم العالیہ)

وادی رضا کی کوہِ ہمالہ رضا کا ہے جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہوگئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

منقبت

ادائے مصطفیٰ تم ہو رضائے مصطفیٰ تم ہو ہر اک رخ سے ہمارے مقتدا احمد رضا تم ہو
شبیہِ حضرتِ غوث الوریٰ ابنِ رضا تم ہو جہانِ علم کے مفتیٔ اعظم مصطفیٰ تم ہو
ولی ابنِ ولی، زندہ ولی ہو، پارسا تم ہو سراپا زہد ہو اور پیکرِ صدق وصفا تم ہو

تمہاری ذات میں جلوے رضا، حامد رضا کے ہیں
میرے حامد رضا تم ہو، میرے احمد رضا تم ہو

حجتِ دینِ اسلام، حامد رضا جن کا چہرہ تھا یا اک حسیں چاند تھا
اک نظر جس نے دیکھا انہیں کا ہوا منکروں نے بھی کلمہ خدا کا پڑھا

(ریحانِ ملت حضرت مولانا ریحان رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان)

متقی بن کر دکھائے اس زمانے میں کوئی ایک میرے مفتیِ اعظم کا تقویٰ چھوڑ کر
ہو سکے تو دیکھ اختر باغِ جنت میں اسے وہ گیا تاروں سے آگے آشیانہ چھوڑ کر

اب چراغِ دل جلا کر ہو سکے تو ڈھونڈیئے پرتوِ غوث ورضا و مصطفیٰ ملتا نہیں
مفتیٔ اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا محفلِ انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

(حضور تاج الشریعہ دامت برکاتھم العالیہ)

منقبت درشانِ حضور امینِ شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان

از قلم:۔ جانشینِ حضور مفتیِ اعظم قاضی القضاۃ فی الہند، **حضور تاج الشریعہ** دامت برکاتھم العالیہ

چھوڑ کر آپ سارا جہاں چل دیے
اے امینِ شریعت کہاں چل دیے

دے کے ہستی کا اپنی نشاں چل دیے
سب کی منزل جہاں ہے، وہاں چل دیے

کیسے ماہِ مبیں بے گماں چل دیے
کتنے زیرِ زمیں آسماں چل دیے

عشقِ سرور میں مرکر امر ہو گئے
اور فنا ہو کے سوئے جِناں چل دیے

آگے آگے امینِ شریعت گئے
پیچھے اشکوں کے سیلِ رواں چل دیے

داغِ عشقِ نبی دل میں رکھے رہے
لے کے شمعِ لحد شادماں چل دیے

باغِ احمد رضا کے گلِ خوش نما
مسکراتے ہوئے گلستاں چل دیے

دیکھنے والو! جی بھر کے دیکھو ہمیں
کل نہ رونا کہ اختؔر میاں چل دیے

مُرَتِّب کی دیگر کتب

(۱) مقام غوث اعظم اور امام احمد رضا

(۲) مفتی اعظم کی استقامت و کرامت

(۳) وظائف امام احمد رضا

(۴) مشکل کشا نمازیں

(۵) ملک العلما حیات و خدمات

(۶) علامہ ازہری حیات و شخصیت

(۷) جہانِ حجۃ الاسلام (زیرِ طبع)

(۸) ثنائے حضرتِ خواجہ بزبانِ امام احمد رضا

مدرسہ فیض العلوم جمشید پور آپ کا محبوب ادارہ ہے، جسے حضور قائدِ اہل سنت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ اور ان کے اعوان نے اپنے خونِ جگر سے سینچا ہے، اسے علوم دینی و عصری کی اشاعت میں مرکزی حیثیت حاصل ہے، کل بھی آپ اور آپ کے آباء و اجداد نے اسے خونِ جگر پلایا ہے اور آج بھی یہ آپ کے تعاون کا محتاج ہے۔

اس لیے اسے آپ اپنی زکوٰۃ، فطرہ اور عطیات سے ضرور آباد رکھیں۔

نیاز کیش

محمد عابد حسین قادری نوری مصباحی، خادم مدرسہ فیض العلوم، جمشید پور

کانکر ٹولہ، پرانا شہر، بریلی شریف میں آپ کا مزار پر انوار مرجعِ خواص و عوام اور منبعِ فیوض و برکات ہے

ابرِ رحمت تیرے مرقد پر گہرباری کرے　　　حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

جناب نیاز انصاری عزیزی، چوڑ ابستی،
جناب محمد فاروق رضوی، آزاد نگر اور
الحاج پرویز اختر رضوی، گولموری صاحبان
کو دنیا و آخرت میں بھلائیاں عطا ہوں،
ان کے والدین کے درجات بلند ہوں،
اہل وعیال کو دونوں جہاں میں کامیابیاں
نصیب ہوں اور رزق حلال میں خوب
برکتیں ہوں۔

Publisher

AL-MAJMAUL QADRI

Faizul Uloom,Dhatkidiha, Bastupur,
Jamshedpur (Jharkhand)